ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

29

www.tanzeem.org

16 تا 22 جولائی 2013ء/6 تا 12 رمضان المبارک 1434ھ

اس شمارے میں

امریکہ اور امت مسلمہ

روزہ اور اکل حلال

حیاتِ دنیا کا دھوکا

رمضان، روزہ اور خوشبو

احیائے اسلام کی کوششوں کا جائزہ

دہشت گردی اور عمران فاروق قتل کیس

علامہ ابن خلدون

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

قوتِ ارادی کی تربیت

روزے کی ایک برکت یہ ہے کہ یہ آدمی کی قوتِ ارادی کی بہترین طریقہ پر تربیت کرتا ہے۔ شریعت کی حدود کی پابندی کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ آدمی کی قوتِ ارادی نہایت مضبوط ہو۔ بغیر مضبوط قوتِ ارادی کے یہ بالکل ناممکن ہے کہ کوئی شخص شہوات و جذبات اور خواہشات کے غیر معتدل ہیجانات کو دبا سکے، اور جو شخص ان کے مفرط ہیجان کو دبا نہیں سکتا، اس کے لیے یہ محال ہے کہ وہ شریعت کی حدود کو قائم رکھ سکے۔ ایک ضعیف اور لچلچے ارادہ کا آدمی ہر قدم پر ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ جب بھی کوئی چیز اس کے غصہ کو اشتعال دلانے والی سامنے آجائے گی وہ بڑی آسانی سے اس سے مغلوب ہو جائے گا۔ جب بھی کوئی طمع پیدا کرنے والی چیز اس کو اشارہ کر دے گی وہ اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ اور جہاں بھی کوئی چیز اس کو اکسانے والی نظر آجائے گی وہیں وہ پھسل کے گر پڑے گا۔ اس طرح کی ضعیف قوتِ ارادی کا انسان دنیا میں عزم و ہمت کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ وہ شریعت کی حدود و قیود کی پابندی کر سکے۔ بالخصوص شریعت کا وہ حصہ جو انسان کو برائیوں سے روکتا ہے، مضبوط صبر کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس صبر کی مشق روزے سے حاصل ہوتی ہے اور پھر اسی صبر سے وہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو روزے کا اصل مقصود ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: (ترجمہ) ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔''

تزکیۂ نفس (حصہ اوّل)

مولانا امین احسن اصلاحی

الھدیٰ (571)

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃ ابراہیم

(آیات: 8 تا 10)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَقَالَ مُوۡسٰۤی اِنۡ تَکۡفُرُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ۝ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ ۬ؕ وَالَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ ؕ لَا یَعۡلَمُہُمۡ اِلَّا
اللّٰہُ ؕ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَرَدُّوۡۤا اَیۡدِیَہُمۡ فِیۡۤ اَفۡوَاہِہِمۡ وَقَالُوۡۤا اِنَّا کَفَرۡنَا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِہٖ وَاِنَّا لَفِیۡ شَکٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَیۡہِ مُرِیۡبٍ ۝ قَالَتۡ رُسُلُہُمۡ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ؕ یَدۡعُوۡکُمۡ لِیَغۡفِرَ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَیُؤَخِّرَکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ؕ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۝

آیت ۸ ﴿وَقَالَ مُوۡسٰۤی اِنۡ تَکۡفُرُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ۝۸﴾ ''اور موسیٰؑ نے کہا کہ اگر تم کفر کرو اور جو بھی لوگ زمین میں ہیں وہ (سب کے سب کافر ہو جائیں) تو یقیناً اللہ غنی اور اپنی ذات میں خود محمود ہے۔''

وہ بے نیاز ہے' اس کو کسی کی احتیاج یا پروانہیں۔ وہ اپنی ذات میں ستودہ صفات ہے۔

آیت ۹ ﴿اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ ۬ؕ﴾ ''کیا تمہارے پاس آ نہیں چکی ہیں خبریں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے تھے' یعنی قومِ نوح اور عاد اور ثمود کی''
﴿وَالَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ ؕ لَا یَعۡلَمُہُمۡ اِلَّا اللّٰہُ ؕ﴾ ''اور ان کی جو ان کے بعد ہوئے' انہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''
﴿جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَرَدُّوۡۤا اَیۡدِیَہُمۡ فِیۡۤ اَفۡوَاہِہِمۡ﴾ ''ان کے پاس آئے ان کے رسولؑ واضح نشانیاں لے کر' تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے مونہوں میں ٹھونس لیں''
﴿وَقَالُوۡۤا اِنَّا کَفَرۡنَا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِہٖ وَاِنَّا لَفِیۡ شَکٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَیۡہِ مُرِیۡبٍ ۝۹﴾ ''اور کہا کہ ہم تو انکار کرتے ہیں اس کا جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو' اور تم ہمیں جس چیز کی دعوت دے رہے ہو اُس کے بارے میں ہم سخت الجھن میں ڈال دینے والے شک میں مبتلا ہیں۔''

یہاں تمام رسولوں کو ایک جماعت فرض کر کے اُن کا ذکر اکٹھے کیا جا رہا ہے' کیونکہ سب نے اپنی اپنی قوم کو ایک جیسی دعوت دی اور اُس دعوت کے جواب میں سب رسولوں کی قوموں کا ردِعمل بھی تقریباً ایک جیسا تھا۔ ان سب اقوام نے اپنے رسولوں کی دعوت کو رد کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں تو ان باتوں کے متعلق بہت سے شکوک وشبہات لاحق ہیں' جن کی وجہ سے ہم سخت الجھن میں پڑ گئے ہیں۔

آیت ۱۰ ﴿قَالَتۡ رُسُلُہُمۡ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ﴾ ''ان کے رسولوں نے کہا کہ کیا تم لوگوں کو اللہ کی ذات کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے؟''

یہ searching question کا سا انداز ہے جس میں بات وہاں سے شروع کی جا رہی ہے جہاں تک خود فریق ثانی کو بھی اتفاق ہے۔ مذکورہ تمام اقوام کے کفار و مشرکین میں ایک عقیدہ ہمیشہ مشترک رہا ہے کہ وہ تمام لوگ نہ صرف اللہ کو مانتے تھے بلکہ اسے زمین و آسمان کا خالق بھی تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ جس قوم کے لوگوں نے بھی اپنے رسولؑ کی دعوت کو شکوک وشبہات کی بنا پر رد کرنا چاہا ان کو ہمیشہ یہی جواب دیا گیا۔ یعنی سب سے پہلے اللہ کی ذات کا معاملہ ہمارے تمہارے درمیان واضح ہونا چاہیے کہ تمہیں اللہ کی ذات کے بارے میں شک ہے یا اس کے خالق ارض وسماوات ہونے میں؟

﴿یَدۡعُوۡکُمۡ لِیَغۡفِرَ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَیُؤَخِّرَکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ﴾ ''وہ (اللہ) تمہیں بلا رہا ہے تاکہ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور ایک وقت معین تک تمہیں مہلت دے۔''
﴿قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ؕ﴾ ''انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ہیں آپ لوگ مگر ہماری ہی طرح کے انسان۔''
﴿تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۝۱۰﴾ ''آپ چاہتے ہیں کہ روک دیں ہمیں ان (کی پرستش) سے جن کو پوجتے تھے ہمارے آباء' تو لائیے آپ ہمارے سامنے کوئی کھلا معجزہ!''

سب قوموں کے لوگوں کا یہ جواب بھی ایک جیسا تھا' سب نے رسولوں کے انسان ہونے پر اعتراض کیا اور سب نے حسی معجزہ طلب کیا۔

فرمان نبویؐ

جھوٹے آدمی کا روزہ

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ لَمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلَ بِہٖ ' فَلَیۡسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیۡ اَنۡ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ))
(رواہ البخاری وابوداؤد والترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادا ریہ

ایوب بیگ مرزا

امریکہ اور امت مسلمہ

ہم امریکہ کو کتنا ہی برا بھلا کیوں نہ کہیں، اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ اس وقت دنیا کی عظیم ترین قوت ہے اور دنیوی معاملات میں بعض جزوی ناکامیوں کے باوجود عسکری قوت اور سائنس و ٹیکنالوجی میں بے مہار ترقی نے اسے ناقابل تسخیر بنا دیا ہے۔ وہ اکثر معاملات میں دنیا کو ڈکٹیٹ کرتا ہے اور اپنی مرضی مسلط کرتا ہے۔ ہماری امریکہ سے نفرت معقول جواز رکھتی ہے۔ اس کے باوجود ہمیں اعتراف کرنا ہوگا کہ امریکہ کو دنیا میں یہ مقام دلانے میں امریکی قوم نے خوب محنت کی ہے اور شب و روز کی ہے۔ برطانیہ جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا، اس کا زوال پذیر ہونا اور امریکہ کا عروج تاریخ میں ساتھ ساتھ نظر آتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں فتح یاب ہونے کے باوجود معاشی اور عسکری لحاظ سے برطانیہ کی کمر اگر ٹوٹ نہ چکی تھی تب بھی بری طرح متاثر ہو چکی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب امریکہ ایک سپر طاقت کی حیثیت سے ابھرا۔ بعد ازاں دنیا میں رونما ہونے والے حالات و واقعات یہ واضح انکشاف کرتے ہیں کہ امریکہ نے سپر قوت بنتے ہی یہ منصوبہ بندی کرنا شروع کر دی کہ اسے دنیا کی دوسری قوتوں کو زیر کر کے کس طرح عالمی بادشاہت حاصل کرنی ہے اور پھر اس بادشاہت کو کس طرح دوام بخشنا ہے۔ ہٹلر کو شکست دینے کے باوجود اشتراکی قوت کا اندازہ کرتے ہوئے برطانیہ نے امریکہ کے ساتھ نتھی ہونا اور امریکہ کا برتر ہونا فوری طور پر قبول کر لیا۔ گویا امریکی کیمپ میں پناہ لے لی۔ امریکی منصوبہ بندی کے مطابق اس کا فوری اور طاقتور ترین دشمن سوویت یونین اور اس کے زیر سایہ پھیلا ہوا اشتراکی نظام تھا۔ لہٰذا جنگ عظیم دوم کے فوری بعد امریکہ نے سوویت یونین کے خلاف معاشی اور سیاسی سطح پر کئی محاذ کھولے اور بالآخر اسے افغانستان میں گھسیٹ لایا۔ سوویت یونین کی شہرت چونکہ دین دشمن اور خدا دشمن مملکت کی تھی لہٰذا مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو خوب ہوا دی گئی اور انہیں افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف میدان جنگ میں اتارا گیا۔ مسلمان مجاہدین کی مالی اور فوجی امداد کی اور ایک امریکی مروائے بغیر ان مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں سوویت یونین کو شکست و ریخت سے دوچار کر دیا، اور عالمی بادشاہت کا تاج پہن لیا۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ اپنی عالمی بادشاہت کو دوام دینا امریکی منصوبہ بندی کا حصہ تھا۔ چنانچہ ان قوتوں کو جو فی الوقت کمزور تھیں لیکن کبھی ان کے ابھرنے کا امکانات ہو سکتا تھا اور جس سرمایہ پرستانہ نظام کے تحت امریکہ نے عالمی بادشاہت حاصل کی تھی وہ اسے کھل کر قبول نہیں کر رہی تھیں وہ امت مسلمہ اور زرد دنیا کا لیڈر چین تھیں۔ ان دو کا معاملہ یہ تھا کہ امت مسلمہ کمزوری اور زوال کی طرف اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھی جبکہ چین معاشی اور عسکری سطح پر ترقی اور بہتری کی طرف رواں دواں تھا، اگرچہ امریکہ سے تصادم یا ٹکراؤ بڑی دور کی بات تھی۔ امریکہ کو اب چین کی ابھرتی ہوئی قوت اور زوال پذیر امت مسلمہ کو ٹھکانے لگانا تھا۔ ظاہری اور عقلی سطح پر امریکہ کو اپنی عالمی بادشاہت کو دوام دینے کے لیے پہلے ترقی پذیر قوت کو کچلنا چاہیے تھا جبکہ زوال پذیر امت مسلمہ کا خاص نوٹس نہیں لینا چاہیے تھا لیکن امریکہ نے جو اسٹریٹجی اختیار کی ہے وہ صاف ظاہر کر رہی ہے کہ وہ پہلے امت مسلمہ سے نمٹنا چاہتا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ امت مسلمہ کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے یا کم از کم اس سطح پر رکھنا چاہتا ہے کہ پوری امت امریکہ کے اشاروں پر ناچے اور اس کی عالمی بادشاہت کو قائم و دائم رکھنے کے لیے اس کی معاونت کرتی رہے۔ ہماری رائے میں دشمنی کے حوالے سے امت مسلمہ کو امریکہ کا چین پر ترجیح دینا سمجھ آنے والی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ امت مسلمہ اس وقت عملی طور پر بدترین صورتحال سے دوچار ہے لیکن اس کے پاس ایک ایسا عادلانہ نظام ہے کہ جونہی مسلمانوں نے ہوش سنبھالا اور وہ صحیح، حقیقی اور عملی مسلمان بن کر اپنے اس نظام کو اپنا لیا وہ دشمن کو نیست و نابود کرنے کی صلاحیت حیرت انگیز حد تک جلد حاصل کر لیں گے، جبکہ چین کی قوت محض اس قوم کے خلوص اور بے پایاں محنت کی وجہ سے ہے۔ وہ ایک گھٹے پٹے اور شکست

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

16 تا 22 جولائی 2013ء — جلد 22
6 تا 12 رمضان المبارک 1434ھ — شمارہ 29

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

خوردہ نظام میں ترامیم کر کے کام چلا رہا ہے۔ امریکہ کو چین کی بڑھتی ہوئی قوت سے یقیناً خطرہ ہے اسی لیے وہ اس کا گھیراؤ کرنے کی پالیسیاں ترتیب دیتا رہتا ہے، لیکن اسے اپنے سرمایہ پرستانہ نظام کو چین کے نظام سے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا اسی لیے طاقت ور دشمن ہونے کے باوجود امریکہ نے اسے اپنی دشمنی میں دوسری ترجیح میں رکھا ہے اور زوال پذیر امت مسلمہ کو نمبرون دشمن کے طور پر ڈیل کر رہا ہے۔ مسلمان ممالک کے خلاف اس نے ایک خاص سٹرٹیجی اپنائی ہے۔ وہ divide and rule کے انگریزی اصول کو اپنائے ہوئے ہے۔ وہ مسلمانوں کو گروہوں میں تقسیم کر کے ایک دوسرے سے لڑاتا ہے۔ کبھی ایک کا مددگار بن کر سامنے آتا ہے اور کبھی دوسرے کی حمایت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

افغانستان، عراق اور لیبیا پر حملہ آور ہونے اور انہیں تباہ کرنے کے لیے اس نے مختلف عذرات گھڑے اور وہاں ایسی صورتحال پیدا کر دی کہ وہاں مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے۔ پھر وہ کسی ایک مسلمان گروہ کی اتنی زوردار اور مکمل حمایت نہیں کرتا کہ وہ دوسرے گروہ کو ختم کر کے اپنے ملک کے لیے کچھ کر سکے۔ شام میں وہ ظاہراً بشار الاسد کی شدید مخالفت کر رہا ہے لیکن اس کی حکومت فوری طور پر ختم نہیں کرنا چاہتا، تاکہ فریقین جنگ جاری رکھیں اور دونوں کمزور ہوں اور جو گروہ بالآخر کامیاب ہو وہ اس قدر کمزور ہو چکا ہو کہ امریکہ کے احکامات کی نفی کرنا اس کے لیے ممکن نہ رہے۔ مصر میں بھی پہلے وہ اخوان کے راستے میں حائل نہیں ہوا اور انہیں حکومت بنانے دی پھر جلد مصر کے سیکولر عناصر کے ساتھ ساز باز کر کے اخوان کی حکومت کو گرا دیا۔ اب وہاں باہمی انتشار اور جھگڑے کو ہوا دے رہا ہے۔ پاکستان میں امریکہ ان قبائلیوں کو فوج اور حکومت کے خلاف کھڑا کرنے میں کامیاب ہوا ہے جو پکے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ ہر وقت پاکستان کی خاطر جان دینے کو تیار رہتے تھے اور جن کی دلیری اور شجاعت نے پاکستان کو آزاد کشمیر دلوایا تھا۔ لہٰذا ہماری رائے میں دنیا کے کسی خطے کے مسلمانوں کا کوئی ملک یا گروہ یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ اس کا دوست ہے تو آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اس سے بڑی احمقانہ سوچ کوئی نہ ہوگی۔ اگر کوئی مسلمان ملک یا گروہ یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ نے فلاں فلاں مسلمان ملک یا گروہ کو تو تباہ و برباد کر دیا ہے ہمارا وہ کچھ نہیں بگاڑے گا، کیونکہ ہم اس کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں اور اس کی عالمی بادشاہت کو قبول کر چکے ہیں تو یہ بھی بہت بڑی غلط فہمی ہے جو جلد دور ہو جائے گی۔ اس وقت اُمت مسلمہ کا معاملہ ڈربے میں بند ان مرغیوں کا سا ہے جو اپنے میں سے کسی ایک کے ذبح ہونے پر کہتی ہیں کہ شکر ہے کہ میں بچ گئی۔ اگر یہی طرزِ عمل رہا تو خدانخواستہ خدانخواستہ تمام امت مسلمہ امریکی چھری تلے آ کر رہے گی۔ لہٰذا خدارا مسلمان ممالک ایک جسد واحد بنیں اور اس عادلانہ نظام کو اپنائیں جو انہیں قوت بننے اور ترقی دینے کا واحد ذریعہ ہے۔ غور کریں، مسلمان پہلے سے کہیں زیادہ حج کرتے ہیں۔ مسجدیں بھی خوبصورت ہو گئی ہیں اور ان کی رونقیں بھی بڑھ گئی ہیں۔ اربوں اور کھربوں روپوں کی زکوٰۃ بھی دی جا رہی ہے۔ رمضان کا کتنا جوشیلا اور جذباتی استقبال ہوتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ مسلمان آج سے نصف صدی پہلے سے کہیں زیادہ روزہ دار ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ذلت اور رسوائی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ اللہ اور اس کے آخری رسول ﷺ حق ہیں اور صرف وہی حق ہیں پھر ہم میں کہیں نہ کہیں ایسی کمی یقیناً ہے کہ اللہ کی مدد حاصل نہیں ہو رہی۔ یقین کیجیے کہ وہ کمی صرف یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے دیے ہوئے اور رسول ﷺ کے لائے ہوئے نظام عدل اجتماعی کو قائم نہیں کیا۔ لہٰذا دنیا ہم پر اس طرح ٹوٹ پڑی ہے جیسے بھوکے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ہم یہ نکتہ سمجھنے کو تیار نہیں اگرچہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں قبل از وقت حتمی انداز میں سمجھا چکے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں دین کی روح اور دین کے حقیقی تقاضوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین

بیابہ مجلس اسرار

روزہ اور اکلِ حلال

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ...... الیٰ آخر الآیۃ

''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو (رشوۃً) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ اور (اسے) تم جانتے بھی ہو''۔

سورہ البقرہ کے 23 ویں رکوع (جس میں روزہ کی فرضیت اور اس سے متعلق احکام بیان ہوئے ہیں) کی آخری آیت کا بظاہر رمضان کے روزوں سے تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن حقیقت میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اس رکوع میں دو مقامات پر بڑے شد و مد سے روزوں کی غایت ''تقویٰ'' بیان فرمائی گئی ہے۔ سوچنا پڑے گا کہ اس تقویٰ کا ''معیار'' کیا ہے؟ اور اس کا عملی ظہور کس طور سے ہوگا!

کیا تقویٰ کا تعلق کسی خاص قسم کی وضع قطع یا شکل وصورت کا نام ہے؟

جس طرح روزہ دن کے اوقات میں محض بھوکا رہنے یا تعلقات زن و شو سے رک جانے کا نام نہیں، اسی طرح تقویٰ محض چند ظواہر کا نام نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔'' ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ''کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جن کو اپنے روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔''

تو اگر فی الواقع روزہ رکھا ہو اور اس کے نتیجے میں تقویٰ پیدا ہو تو اس کا معیار اور اس کی کسوٹی ہے اکلِ حلال۔

اکلِ حلال کی اہمیت کے بارے میں حضور ﷺ سے مروی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے بغیر بڑی سے بڑی عبادت یا دعا قبول نہیں ہوتی۔ 23 ویں رکوع کی آخری آیت میں ہمارے سامنے حقیقی تقویٰ کا ایک معیار رکھ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان تمام نواہی اور منکرات سے بچ سکیں جس سے ہمارا دین ہمیں بچانا چاہتا ہے اور صحیح تقویٰ اختیار کرنے کے لئے ہمارے دلوں میں طلب صادق پیدا فرما دے۔ آمین یا رب العالمین!

حیات دنیا کا دھوکا

لوگو! اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو

سورۃ الحدید کی آیات 20، 21 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید ﷾ کے 5 جولائی 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[خطبۂ مسنونہ اور آیاتِ قرآنی کی تلاوت کے بعد]

حضرات! سورۃ الحدید ہمارے زیرِ مطالعہ ہے۔ اس کے چار میں سے دو رکوع کا مطالعہ ہم نے مکمل کر لیا۔ اور تیسرے رکوع کی ابتدائی آیات 20، 21 ابھی آپ نے سماعت فرمائی ہیں۔ ہمارے لئے یہ مقام خاص طور پر بہت اہم ہے۔ اس لئے کہ جس زمانے میں ہم پیدا ہوئے ہیں، اُس میں مادہ پرستی اپنے عروج پر ہے۔ شخص دجال تو ابھی آنا ہے، مگر فتنۂ دجالیت کے آثار بالکل نمایاں ہو کر سامنے آ چکے ہیں۔ اس کے اثرات پورے طور پر واضح ہو چکے ہیں۔ دنیا پرستی، دولت پرستی، ہوس پرستی، مفاد پرستی اپنی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔ درحقیقت یہ دنیا خود ایک دبیز پردہ ہے جو انسان کے آنکھوں کے سامنے حائل ہے، جس کی بنا پر وہ حقیقت کو نہیں دیکھ پاتا۔ وہ دنیا ہی کی زندگی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے، اور اسی میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ اور جو بہت بڑی بڑی حقیقتیں ہیں وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ قرآن ہماری آنکھیں کھولتا ہے کہ اصل حقائق کو دیکھو سمجھو، اور ان کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کی ترجیحات معین کرو۔ ورنہ یہ زندگی کا دھوکا، یہ متاع الغرور تمہیں تباہ و برباد کر کے چھوڑے گی۔ آیئے، اِن آیات کا مطالعہ کریں۔ فرمایا:

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ﴾ (الحدید:20)

''جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (و آرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (و ستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (و خواہش) ہے۔''

یہاں انسانی زندگی کے حوالے سے کچھ حقائق واضح کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ نفسیاتی اعتبار سے انسان بچپن سے لے کر بڑھاپے اور موت تک کن مراحل سے گزرتا ہے۔ انسانی زندگی کے اعتبار سے قرآن مجید کا یہ منفرد مقام ہے کہ یہاں پانچ الفاظ میں انسانی زندگی کے مختلف مراحل کا تذکرہ ہے۔ ویسے قرآن مجید میں عام طور پر یہ مضمون کئی مرتبہ آیا ہے اور یہ بات واضح کی گئی کہ "دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔ لیکن یہاں دنیا کی حقیقت زندگی کے پانچ ادوار کے حوالے سے اور بھی زیادہ نمایاں کی گئی ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے ہر شخص ان پانچ ادوار سے گزرتا ہے جن میں اس کی ترجیحات بدلتی جاتی ہیں۔ انسان خواہ کسی بھی زمانے کا ہو، وہ حضرت آدم کے زمانے کا ہو یا موجودہ زمانے کا، ایشیا کا ہو یا افریقہ کا اس کی نفسیات ایک ہی رہتی ہے، رجحانات ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں۔ اور وہ رجحانات پانچ طرح کے ہیں، جو زندگی کے پانچ ادوار سے متعلق ہیں جو درج ذیل ہیں:

1۔ ''لعب'' (کھیل تماشا)۔ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔ اِس سے انسان کے بچپن اور معصومیت کے زمانے کی طرف اشارہ ہے، جس میں انسان کی زندگی کا عنوان ہی کھیل کود ہوتا ہے۔ بچوں کی زندگی کھیل کود سے عبارت ہوتی ہے۔ وہ ایک کھیل کھیلتے ہیں، جیسے ہی وہ ختم ہوتا ہے دوسرا شروع کر دیتے ہیں۔ اُن کی نظر میں اُن کی زندگی بامعنی تب ہی ہوتی ہے جب وہ کھیلنے میں مشغول ہوں۔ اگر آپ انہیں کھیل سے روک دیں اور پڑھائی کے لئے بٹھائیں تو اُنہیں سخت ناگوار گزرتا ہے اور یہ پابندی قید بامشقت دکھائی دیتی ہے۔ اور نادانی کے سبب اُس وقت وہ آپ کو ظالم سمجھتے ہیں کہ آپ نے انہیں کھیل سے روک کر پڑھائی کے لئے بٹھا دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ بات تو آپ جانتے ہیں کہ اُن کی تعلیم و تربیت کی غرض سے انہیں پڑھائی کے لئے بٹھانا پڑے گا، خواہ انہیں یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

2۔ ''لھو'' (تماشا) یہاں لطیف اشارہ نوجوانی یا لڑکپن کی طرف ہے۔ اِسے آپ ''Teen agé'' بھی کہہ سکتے ہیں۔ عمر کا یہ حصہ نہایت حساس اور خطرات سے بھرپور ہوتا ہے۔ اِس لئے کہ اِس میں کھیل کود اور تفریح میں کچھ آوارگی کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے۔ نوجوانوں میں لذت پسندی آ جاتی ہے۔ چنانچہ فلم بینی، عشقیہ گانے گانے، موسیقی سننے اور ناول پڑھنے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے یہ مرحلہ دنیا کے ہر خطے کے نوجوانوں پر آتا ہے۔

3۔ ''زینۃٌ'' (آرائش و زیبائش)۔ نوجوانی کے ساتھ ہی جوانی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اِس میں آدمی اپنی زیب و زینت پر خصوصی توجہ دیتا ہے۔ اپنے لباس اور وضع قطع کا خیال رکھتا ہے۔ بچپن کے دور میں ساری توجہ کھیل کود پر ہوتی ہے اور آدمی کو اپنی اور اپنے لباس کی صفائی ستھرائی کا خیال نہیں ہوتا، مگر اس مرحلے میں اُس کی دلچسپی کا اصل میدان زینت و آرائش ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اپنا بہت سا وقت آئینے کے سامنے گزارتا ہے، اپنے بالوں کو سنوارتا ہے، اپنے لباس اور ہیر سٹائل کو جدید فیشن کے مطابق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

4۔ ''تفاخر'' (تمہارا آپس میں فخر کرنا) پھر ایک دور ایسا آتا ہے جس میں انسان کو اپنی کسی صلاحیت اور قابلیت پر فخر کرنا بڑا اچھا لگتا ہے۔ اُس کے اندر دوسروں پر اپنی برتری قائم کرنے اور اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی خواہش کا غلبہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایڈلر نے کہا ہے کہ ہر انسان کے اندر ''حبِّ تفوق'' کا جذبہ پایا جاتا ہے اور یہ جذبہ اپنا عملی اظہار اور تسکین چاہتا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ انسان دوسروں پر غالب ہو۔ مثلاً وہ اپنے فن میں نمایاں ہو یا اُسے کوئی سیاسی حیثیت اور عہدہ حاصل ہو وغیرہ۔ آج جو لوگ کونسلر شپ یا صوبائی اور قومی اسمبلی کا ممبر بننے کے لئے لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں، اِسی لئے کر رہے ہیں تاکہ وہ دوسروں سے ممتاز ہوں اور اُن کی الگ شناخت ہو۔ گویا یہ جذبۂ تفوق کی تسکین کا ذریعہ ہے۔

5۔ ''تکاثر فی الاموال والا ولاد'' (مال و اولاد کی کثرت کی خواہش) انسان پر ایک دور ایسا آتا ہے جب

اُس میں مال واولاد کی بہتات کی طلب اور حرص و ہوس بڑھ جاتی ہے۔ اِس عمر میں بڑے میاں کو یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ آیا بچوں نے کاروبار ٹھیک طریقے سے سنبھالا ہے یا نہیں۔ اُس کی تجارت میں ترقی ہو رہی ہے یا نہیں۔ جائیداد، فیکٹریوں اور کارخانوں میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں ہوا، اگر نہیں ہوا تو کیوں؟ میں نے اتنے پلازے بنائے تھے اُن کی تعداد میں اضافہ کیوں نہیں ہوا۔ ہر وقت اُسے یہی ہوس فکر مند رکھتی ہے، یہاں تک کہ وقت اجل آ جاتا ہے۔ سورۃ التکاثر میں فرمایا گیا: ﴿اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝﴾ ”(لوگو) تم کو (مال کی) بہت سی طلب نے غافل کر دیا، یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں“۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی حرص کی آگ کو قبر کی مٹی ہی بجھا سکتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آدمی جب بوڑھا ہو جاتا اور ریٹائرڈ ہو جاتا ہے تو اسے ایک ہی غم کھائے جاتا ہے کہ میرے بچے کاروبار کو ٹھیک طریقے سے چلا رہے ہیں یا نہیں۔ اس سال منافع پہلے سے دوگنا ہوا ہے کہ نہیں! اگر پہلے ایک فیکٹری تھی تو اب زیادہ ہو رہی ہیں کہ نہیں۔ یہی فکر دامن گیر رہتی ہے، سوائے اس کے کہ کسی پر حقیقت کھل جائے۔ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھنے والوں کی زندگی اکبر الٰہ آبادی کے اس شعر کے مصداق ہوتی ہے کہ ؎

کیا کہیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن ملی اور مر گئے

آسمانی ہدایت حیات دنیا کی حقیقت کھولتی ہے کہ یہ دنیا دار الامتحان ہے۔ دیکھو، یہ ساری سرگرمیاں یہیں رہ جائیں گی۔ کچھ بھی تمہارے ساتھ نہیں جائے گا۔ یہ مال جو تم نے اکٹھا کیا ہے، اصل میں تمہارے وارثوں کے کام آئے گا۔ تمہارے کام تو وہ مال آئے گا جو تم نے آگے بھیجا ہے۔ تمہارا مستقبل اور اصل زندگی آخرت ہے۔ وہی تمہارا اصل گھر ہے۔ یہ زندگی تو عارضی اور ختم ہونے والی ہے۔

آگے اسی حوالے سے دنیا کی بے ثباتی کو نمایاں کرنے کے لئے بارش اور اس کے نتیجے میں اگنے والی کھیتی کی مثال دی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ﴾

”(اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اُگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے، پھر وہ خوب زور پر آتی ہیں، پھر (اے دیکھنے والے) تو اُس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے“

انسان کی زندگی ایک لہلاتی فصل کی مانند ہے۔ انسانی زندگی اور فصل کی زندگی میں بڑا معنوی ربط ہے۔ کسی فصل کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ محدود وقت کے لئے ہوتی ہے۔ فرض کریں، گندم کی فصل ہے، وہ چھ ماہ میں تیار ہو جاتی ہے، البتہ تیار ہونے تک اُسے کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ سب سے پہلے کسان ایک کھیت میں جو اس سے پہلے ویران ہوتا ہے، دانہ ڈالتا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد اُس میں فصل اُگ آتی ہے۔ یہ فصل مختلف مرحلوں سے گزر کر تیسرے چوتھے مہینے لہلہانے لگتی ہیں، جسے دیکھ کر کسان کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اُس پر اناج آتا ہے اور فصل پکنے لگتی ہے اور اُس کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر فصل کاٹ دی جاتی ہے، اور کھیتی ایک مرتبہ پھر ویران ہو جاتی ہے۔ یہی حال انسانی زندگی کا ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ بچپن اور لڑکپن کے بعد جوانی اور شباب کے دور میں قدم رکھتا ہے۔ جوانی کے بعد اُس پر دور زوال آتا ہے اور وہ ادھیڑ عمر سے ہوتا ہوا بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ اب جسم و جان کی قوتیں اور صلاحیتیں جواب دینے لگتی ہیں۔ بالآخر زندگی کی مہلت ختم ہو جاتی ہے اور وہ پیوند خاک ہو جاتا ہے اور مٹی سے اللہ نے اُسے پیدا کیا تھا، مٹی ہی میں چلا جاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کتنی ہی انسانی فصلیں ہیں، جو کٹ چکی ہیں۔ ذرا سوچئے، آج سے ستر سال پہلے جو لوگ دنیا میں تھے، آج وہ کہاں ہیں۔ اِسی طرح آج ہم جو دنیا میں ہیں، چند عشروں کے بعد کہاں ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ ہماری زندگی کی فصل بھی کٹ جائے گی۔ انسانی زندگی اور فصل کی زندگی میں فرق صرف یہ ہے کہ ایک فصل زندگی کے تمام مراحل چند ماہ میں طے کر لیتی ہے اور انسان وہی مراحل ساٹھ ستر سال میں طے کرتا ہے۔ پھر یہ کہ کسی کھیتی سے فصل یکبارگی کاٹ لی جاتی ہے جبکہ انسان ایک ایک کر کے سفر آخرت پر روانہ ہوتا ہے۔ باقی کوئی فرق نہیں ہے۔ فصل کی زندگی کی طرح انسانی زندگی بھی فانی اور عارضی ہے۔ اُسے بھی ثبات نہیں ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو ہمیں بار بار سمجھائی جاتی ہے، تاکہ ہم آخرت

پریس ریلیز 12 جولائی 2013ء **حافظ عاکف سعید**

قرآن پاک کا رمضان المبارک میں نزول روزہ اور قرآن کا خصوصی تعلق ظاہر کرتا ہے

روزہ اور قرآن روز قیامت اللہ کی بارگاہ میں مسلمان کی شفاعت کریں گے

قرآن پاک کا رمضان المبارک میں نزول روزہ اور قرآن کا خصوصی تعلق ظاہر کرتا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی میں خطبۂ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ رمضان المبارک میں روزے رکھنا فرض کیا گیا اور قیام اللیل کے لیے ترغیب وتشویق دلائی گئی۔ اُنہوں نے کہا کہ دن کا روزہ ہمارے حیوانی تقاضوں کو کمزور کرتا ہے، اور جب مسلمان رات کو اللہ رب العزت کے پاک کلام کو سنتا ہے جو انسانی روح کی حقیقی خوراک ہے تو اس کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ تعلق مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتا ہے اور وہ صحیح معنوں میں اللہ کی بندگی اختیار کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رمضان المبارک میں ہر عبادت کے ثواب میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے جس کا ذکر حدیثِ مبارکہ میں جگہ جگہ ملتا ہے۔ البتہ رمضان کے روزوں کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ میں خود روزہ دار کو اس کی جزا دوں گا بالفاظ دیگر یہ اجر لامحدود ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ روزہ اور قرآن روز قیامت اللہ کی بارگاہ میں مسلمان کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا پروردگار میں نے تیرے اس بندے کو کھانے پینے اور شہوت کے تقاضے پورے کرنے سے روکے رکھا، کیا تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا یارب میں نے اِسے رمضان کی راتوں میں سونے سے روکے رکھا (تیرے اس بندے نے مجھے سننے پڑھنے کے لیے اپنی نیند کی قربانی دی) تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اللہ رب العزت دونوں کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

کی تیاری کریں، دنیا پر آخرت ترجیح دیں اور وہاں کی حقیقی کامیابی کے لئے اللہ کو راضی کریں۔

آگے فرمایا:

﴿وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۙ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ﴾

''اور آخرت میں (کافروں اور نافرمانوں کے لئے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لئے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے۔''

آخرت میں انسان کے دو ہی انجام ہوں گے۔ یا تو وہ لوگ ہوں گے جو حق سے اعراض اور سرکشی و نافرمانی کے سبب عذاب جہنم میں مبتلا کئے جائیں گے اور یہ عذاب انتہائی خوفناک ہوگا۔ اس کی خوفناکی کا ہم دنیا میں اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ آگ میں جلنے سے جب مجرمین کی جلد جل جائے گی تو انہیں دوسری جلد عطا کر دی جائے گی۔ دوسرے وہ لوگ ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف مغفرت اور بخشش کا پروانہ عطا ہوگا، اور اللہ اُن سے راضی ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا کی زندگی میں اللہ کی رضا اور نجات اخروی کے حصول کے ہدف کو مقدم رکھا ہوگا۔ جنہوں نے اپنی عاقبت بنانے کے لئے دنیا کی رنگینی اور بے پناہ ترغیبات کو ٹھکرایا ہوگا۔ اے باری تعالیٰ ہمیں انہی لوگوں میں شامل کر دے۔ (آمین)

نوٹ کرنے کی بات ہے دنیا میں انسان بہت سے امتحانات سے گزرتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ اگر فلاں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو دنیا میں میرا مستقبل سنور جائے گا، بہتر زندگی گزاروں گا، خوشحالی ہوگی۔ لیکن یہاں کے امتحان کا معاملہ یہ ہے کہ اگر اس میں ناکام بھی ہو گئے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ کچھ نچلے لیول کی زندگی گزار لیں گے، بلکہ بعض اوقات معاملہ اس کے برعکس بھی ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات سکول و کالج کے امتحان میں ناکام ہونے والے افراد بزنس کی لائن میں چلے جاتے ہیں تو بڑے بڑے پی ایچ ڈیز ان کے ہاں ملازم ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہاں ایک دفعہ ناکامی ہوئی تو پھر بھی کامیابی کا موقع ہوتا ہے، آخرت میں ایسا نہیں ہوگا۔ وہاں کی کامیابی یا ناکامی دائمی ہے، دوبارہ چانس نہیں ملے گا۔ لہٰذا وہاں کی ناکامی ایفورڈ نہیں کی جا سکتی۔ آخرت میں جب ناکامی کا سامنا ہوگا تو انسان کہے گا کہ پروردگار مجھے ایک موقع اور دے، تیرے نبی کی بات سن کر میری آنکھیں نہیں کھلی تھیں، میں نے کان بند کیے ہوئے تھے، تیری کتاب بھی میرے پاس تھی لیکن میں نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ سب کچھ تو نے بتا دیا تھا لیکن پھر بھی میں نے دنیا کو ترجیح دی تھی۔ لیکن اب آنکھیں کھل گئی ہیں، ہوش آ گئی ہے، ایک چانس اور دے دے۔ اگر مجھے ایک موقع اور مل جائے تو میں ایمان کے بلند ترین مقام تک پہنچ کر دکھاؤں گا۔ لیکن اس وقت سمجھ آنے اور آنکھیں کھلنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ دنیا میں ایک لاکھ سے زیادہ نبی یہی بات بتانے کے لیے آئے تھے، تم نے اُن کی بات پر کیوں توجہ نہیں دی۔ آگے فرمایا:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۲۰)﴾

''اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔''

دنیا کی چمک دمک، زیب و زینت، انسان کو اپنی جانب کھینچتی ہے۔ چنانچہ نگاہ اسی میں الجھ کر رہ جاتی ہے، حقیقت کو دیکھنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتی۔ اصل حقائق پس پردہ چلے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔ آخرت کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ دھوکا بن جاتی ہے۔ انسان جس امتحان میں ڈالا گیا ہے اس کی وجہ سے دھوکے میں آ جاتا ہے۔ قرآن میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ تمہارے لیے مال اور اولاد بہت بڑا فتنہ ہے۔ ان کے ذریعے تمہاری آزمائش ہو رہی ہے۔ مگر افسوس کہ اس آزمائش میں اکثر و بیشتر لوگ ناکام ہو جاتے ہیں۔

آگے فرمایا:

﴿سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (۲۱)﴾

''اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی (طرف) جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے اور جو ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں لپکو، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔''

اگر دنیا کی حقیقت سمجھ میں آ گئی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا چاہیے کہ تم رضائے الٰہی کے حصول اور آخرت کو سنوارنے میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ مقابلہ ہونا چاہئے، مگر اس میدان میں کہ تمہیں اپنے رب کی طرف سے پروانۂ مغفرت اور رحمت حاصل ہو جائے۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے مقابلہ کرو اور اس جنت کے حصول کے لیے دوڑ لگاؤ کہ جس کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ تمہارے پاس یہی وقت ہے۔ اس میں تم چاہے دنیا بنا لو یا آخرت بنالو۔ یہ بڑے محدود لمحات ہیں، اور یہ بھی اتنے غیر یقینی ہیں کہ نہ جانے کب کس کی مہلت اچانک ختم ہو جائے۔ لہٰذا اب کوئی راستہ اور راہ ہی نہیں سوائے اس کے کہ اپنا قبلہ درست کر لو، اور آخرت بنانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اللہ سے مغفرت کے حصول اور اُس جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔۔۔۔

آج ہر طرف دنیا پرستی کی آگ بھڑک رہی ہیں۔ اِس بات کی تلقین کی جا رہی ہے کہ تمہاری زندگی یہی زندگی ہے، اِس کو بہتر بنانے کے لئے تمام وسائل بروئے کار لاؤ، اِس کو پُر آسائش بنانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں لگا دو، (معاذ اللہ) جائز و ناجائز، حلال و حرام کے تصورات سے پیچھا چھڑاؤ۔ تمہارا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ تم بڑے رقبے اور جائیداد کے مالک بن جاؤ۔ کئی کئی کنال رقبے پر محیط تمہاری شاہانہ رہائش ہونی چاہیے، تاکہ ایلیٹ کلاس میں شامل ہو سکو۔ اِس کے برعکس اللہ کی کتاب ہمیں بتا رہی ہے کہ تمہاری منزل دنیا نہیں، آخرت ہے، لہٰذا اصل کامیابی دنیا میں آسائشوں کا حصول نہیں، جنت حاصل کرنا ہے، وہ جنت کہ جسے اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لانے والوں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

آج ہم نے اصل منزل دنیا کو سمجھا ہوا ہے۔ آخرت پر ایمان تو اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ فی الواقع ایمان تو دنیا پر ہے۔ مستقبل تو یہاں کے مستقبل کو بنایا ہوا ہے۔ صحابہ کرام ؓ راہ خدا میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے۔ اللہ کی راہ میں زیادہ انفاق میں ایک دوسرے آگے بڑھنے کی فکر کرتے تھے۔ انہوں نے قرآن کے پیغام کو صحیح معنوں میں سمجھا تھا۔ بحیثیت جماعت وہ ہمارے لیے رول ماڈل ہیں۔ ہم نبی کریم ﷺ سے عشق کا دم بھرتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے سب سے بڑے عاشق صحابہ کرام ؓ تھے۔ وہ زبان سے اظہار نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنے عمل سے بتاتے تھے کہ انہیں آنحضور ﷺ سے، آپؐ کی سنت سے بے پناہ محبت ہے۔ تو ہمارے لئے رول ماڈل صحابہ کرام ؓ اور ان کی روشن زندگیاں ہیں، جن کو قرآن نے سرٹیفکیٹ دے دیا ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ یہی نجات پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی فکر عطا فرمائے، اور نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے تربیت یافتہ صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین (مرتب: محبوب الحق عاجز)

رمضان، روزہ اور خوشبو

امجد رسول امجد

رمضان رَمَضَ سے مشتق ہے، جس کے معنی جلانے کے ہیں۔ جیسے آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے، ایسے ہی رمضان المبارک کا روزہ گناہوں کو جلا کر رکھ دیتا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک رمضان رمضاءؔ سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب ہے تیز بارش۔ رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ جیسے بارش بلند و بالا میناروں، درختوں، پہاڑوں اور اونچی عمارات کا گرد و غبار دھوکر ان کو صاف ستھرا کر دیتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی بارش سے انسانوں کے گناہوں کو دھوکر اُن کو صاف کر دیتے ہیں۔ سال کے مہینوں کو اگر جسم کہا جائے تو رمضان اس جسم کا دل ہوگا، جو پورے جسم کا مرکز ہے۔ دل کو اہل علم نے جسم کا بادشاہ کہا ہے۔ جسم کے باقی عضو کمزور پڑ جائیں، یا بیمار ہو جائیں یا کٹ جائیں تو اکثر زندگی باقی رہ جاتی ہے۔ مگر دل وہ عضو ہے کہ جس کے مر جانے سے زندگی کا تصور ناممکن ہوتا ہے۔ رمضان کو جسم کا بادشاہ اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اگر ہاتھ، پاؤں، آنکھیں اور کان نیکی کا کام کرنا بھی چاہیں لیکن اگر دل کی نیت نہ ہو تو ثواب ہرگز نہ ملے گا۔ دل کی انسانی جسم میں اِس قدر اہمیت ہے کہ یہ اگر نیکی کا ارادہ کرلے اور اعضاء نیکی نہ بھی کریں تو آدمی کو نیت کا ثواب مل جاتا ہے۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ ایک بندے کو بلا کر فرمائے گا کہ تو نے خیرات کی، حج کیا، روزے رکھے، زکوٰۃ دی۔ یہ سارا ثواب آج تجھے دے رہا ہوں۔ بندہ کہے گا یا اللہ، یہ سب کچھ میں نے تو نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری ذات بھولنے سے پاک ہے۔ یاد رکھ تو نے دنیا میں اپنے دل میں نیت کی تھی کہ کاش میرے پاس مال ہوتا تو میں یہ نیک کام کرتا۔ میں نے تیرے دل کے ارادے اور نیت پر یہ سب نیکیاں تیرے کھاتے میں لکھی ہیں۔

اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ جہنم کے دروازے بند کر کے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور سارا سال گناہ کرنے والوں کو بھی جنت میں داخل کرنے کا ایک سنہری موقع مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں نفل ادا کرنے والوں کو فرض کا ثواب اور فرض ادا کرنے والوں کو ستر گنا ثواب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام جتنا بڑا ہے اُس کا کرم، اُس کا فضل اور اُس کی رحمت بھی اتنی ہی وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمام مخلوقات ایک میدان میں جمع ہوکر مجھ سے اپنی اپنی حاجات مانگیں اور میں سب کو اُن کا مانگا دے دوں، مجھے اپنے رب ہونے کی قسم میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی واقع نہیں ہوتی جتنی سمندر میں سوئی کو ڈبو کر باہر نکالنے سے سمندر میں واقع ہو جاتی ہے۔ میرا کرم اور فضل نہ ختم ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ پورا سال رمضان المبارک کے لئے جنت کو خصوصی طور پر سجا کر نیکیوں کی سیل لگاتا ہے۔ عقل مند لوگ اس سے مستفید ہوتے ہیں اور ناداں خسارہ پاتے ہیں۔ اگرچہ باقی گیارہ مہینے بھی اللہ کی رحمت برابر برستی ہے۔ ہر روز آدھی رات کے بعد اللہ فرماتا ہے، ہے کوئی مجھ سے بخشش، رزق اور عمر مانگنے والا، میں اسے عطا کروں۔ رمضان المبارک تو خاص طور پر اللہ کی رحمت، مغفرت اور جہنم سے رہائی کا مہینہ ہے۔ یہی وجہ ہے وہ لوگ بھی جو سارا سال اللہ کے حکم پر غیر شرعی اور حرام کام نہیں چھوڑتے، اس ماہ مبارک میں صبح سحری سے لے کر شام تک حلال اور طیب چیزوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ روز محشر جب لوگ پچاس ہزار سال کے گرم ترین دن خوف اور دہشت سے کانپ رہے ہوں گے، اللہ میزبان بن کر سامنے آئے گا۔ سونے کا تخت لگا دیا جائے گا اور جنت کے تمام عمدہ پھل اس پر سجائے جائیں گے اور اعلان ہوگا کہ میرے مہمان کہاں ہیں؟ فرشتے پوچھیں گے کون؟ اللہ فرمائے گا، وہ جنہوں نے دنیا میں صرف میرے لئے روزہ رکھا، آج میں اُن کو کھانا کھلاؤں گا۔ وہ میرے مہمان بنیں گے، میں ان کا میزبان بنوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہ کرا سکا وہ تباہ ہوگیا۔ رمضان قرآن کا مہینہ ہے ۔ اس مہینہ قرآن مجید سے تعلق کی تجدید کرنی چاہئے۔ قرآن کے ساتھ شب بیداری کا اہتمام ہونا چاہئے۔ رمضان کا سب سے بڑا عمل روزہ ہے۔ اللہ نے فرمایا، روزہ صرف میرے لئے ہے، میں ہی اس کی جزا دوں گا، حالانکہ نماز، زکوٰۃ، حج اور قربانی بھی تو اللہ کے لئے ہے، مگر روزہ کو خاص اس لئے کہا کہ اس میں مشقت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ حج کی مشقت زندگی میں ایک بار کے لیے ہے۔ نماز دن میں پانچ وقت فرض ہے، مگر اس کا دورانیہ کم ہے۔ روزہ میں آدمی ہر سال میں 29 یا 30 دن 16، 18، اور دنیا کے بعض علاقوں میں 22 گھنٹوں تک بھوک پیاس کی مشقت اُٹھاتا ہے، جیسے روسی علاقے مورمانسک میں اس سال روزہ 21.5 گھنٹے کا ہے۔ روزے کی حالت میں معدہ کے خالی رہنے کی بنا پر آدمی کے منہ سے بُو آتی ہے، لیکن اللہ کو روزہ اور روزہ دار سے اس قدر محبت ہے کہ نبی پاکؐ نے فرمایا: روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو کستوری سے زیادہ اچھی لگتی ہے۔

❁❁❁

ڈیرہ غازی خان میں دوران تراویح خلاصہ تعلیمات قرآن پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب جنوبی کے ضلع ڈیرہ غازی خان میں رمضان المبارک میں دوران تراویح خلاصہ تعلیمات قرآن کے بیان کا پروگرام جناح کمپلیکس نزد ڈسٹرکٹ ہسپتال، شوکت خانم کمپلیکس سنٹر کی بالائی منزل پر ہو رہا ہے۔ خلاصہ بیان کرنے کی ذمہ داری جناب علی عمران ادا کر رہے ہیں۔

برائے رابطہ 0336-7560105

قیام پاکستان سے اب تک

احیائے اسلام کے لیے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ

تحریک اسلامی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر منعقدہ ایک مذاکرہ کی روداد

22 جون 2013ء کو گلشن معمار کراچی میں تحریک اسلامی نے سالانہ اجتماع کے موقع پر ایک مذاکرہ کا انعقاد کیا تھا، جس کا عنوان ''قیام پاکستان سے اب تک اسلام کے احیاء کے لیے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ'' رکھا گیا تھا۔ یہ ایک بروقت مذاکرہ تھا، اس اعتبار سے کہ حال ہی میں منعقد ہونے والے عام انتخابات میں مذہبی سیاسی جماعتوں کی کارکردگی کے پس منظر میں ضروری تھا کہ قیام پاکستان سے اب تک اسلام کے احیاء کے لیے کوششوں کا جائزہ لیا جائے۔ شائد اس مذاکرے کے نتیجے میں مذہبی سیاسی جماعتوں کے قائدین کسی اور موقع پر سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوئی ایسا متفقہ لائحہ عمل طے کر سکیں جس کے نتیجے میں تیزی کی کیفیت پیدا ہو سکے اور جنہیں آج یہ کہنے کا موقع ملا ہے کہ ''ہنوز دلی دور است'' ان کو قائل کیا جا سکے کہ ''منزل ما دور نیست''۔ اس تقریب کی خاص بات یہ تھی کہ مقررین میں نہ صرف جماعت اسلامی اور اس کے بطن سے برآمد ہونے والی جماعتوں کے قائدین شامل تھے بلکہ دیوبند مکتب فکر کے ایک معروف رہنما علامہ زاہد الراشدی بھی موجود تھے۔

تقریب کا آغاز امیر تحریک اسلامی ڈاکٹر زاہد حسین کی تقریر سے ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے وجود میں آئی تھی لیکن تحریک پاکستان میں جان ڈالنے والی شے ''دو قومی نظریہ'' تھی۔ تحریک کے آغاز میں اس اندیشے کا اظہار علماء کی جانب سے سامنے آیا کہ قیادت بالعموم عملی مسلمانوں پر مشتمل تھی نہ اسلامی ریاست کے لئے تیاری ہی نظر آتی تھی۔ پاکستان جسے اسلامی ریاست بننا تھا اس کی پہلی کابینہ میں جوگندر ناتھ منڈل کو وزیر قانون مقرر کیا گیا تھا۔ تاہم اسلامی دستور کی تیاری کے لئے ماہرین کی جو کمیٹی قائم کی گئی تھی اور جس میں مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا ظفر احمد عثمانی شامل تھے اس نے تین ماہ کی قلیل مدت میں دستوری خاکہ تیار کر لیا، جس کے نتیجے میں 12 مارچ 1949ء کو قرارداد مقاصد کی منظوری عمل میں آئی۔ اس قرارداد میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا اقرار کر کے گویا ریاست نے کلمہ پڑھ لیا۔ لیکن اس قرارداد کو دستور میں دیباچہ کی حیثیت دے کر غیر مؤثر بنا دیا گیا۔ جب جسٹس منیر احمد نے یہ سوال کھڑا کیا پاکستان میں کس فرقہ کا اسلام نافذ کیا جائے کیونکہ یہاں شیعہ بھی ہیں اور سنی بھی، دیوبندی، بریلوی بھی ہیں اور اہل حدیث بھی، تو مختلف مسالک کے 31 علماء نے 22 نکات پر مشتمل متفقہ رہنما اصول حکومت کو پیش کر دیئے۔ 1956ء میں وزیر اعظم چودھری محمد علی کے دور حکومت میں پاکستان کا پہلا دستور قوم کے سامنے آیا، مگر اسے 1958ء کے مارشل لاء کے نتیجے میں منسوخ کر دیا گیا اور جنرل ایوب خان اقتدار میں آ گئے۔ ایوب خان کے دور میں 1962ء کا دستور سامنے آیا جس میں مملکت کے نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کو محض ''جمہوریہ پاکستان'' میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن قوم کی طرف سے ردعمل سامنے آنے کے بعد حکومت اپنے اس مذموم ارادے سے باز آ گئی۔ لیکن اسی دور میں عائلی قوانین نافذ کئے گئے جن میں کئی شقوں پر علماء کی جانب سے غیر شرعی ہونے پر اعتراض سامنے آیا۔ تاہم یہ قوانین آج تک نافذ چلے آتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں علماء کی جانب سے تحریک کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور 1973ء کا دستور نافذ ہوا۔ جمعہ کی تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ لیکن میاں محمد نواز شریف کے دور میں جمعہ کی تعطیل کو ختم کر دیا گیا۔ ضیاء الحق کے دور میں دستور میں آٹھویں ترمیم کے ذریعہ نہ صرف چند اسلامی شقیں شامل کی گئیں بلکہ وفاقی شرعی عدالت کا قیام عمل میں آیا اور قرارداد مقاصد کو آئین کی عملی شق قرار دیا گیا، البتہ بعد میں جسٹس نسیم حسن شاہ نے حاکم علی کیس میں قرار دیا کہ اس دفعہ کی حیثیت دیگر دفعات کے مساوی ہے اور اس طرح تاحال قرآن و سنت کی دستور میں بالا دستی تشنۂ تکمیل ہے۔ ضیاء الحق کے دور میں افغان جہاد کے نتیجے میں مسلمانوں میں اسلامی بیداری کی لہر پیدا ہوئی اور 9/11 کے واقعہ کے نتیجے میں جہاد کے حوالے سے فکر کو تقویت ملی۔ پرویز مشرف کا دور اسلام کے نقطۂ نظر سے بدترین ثابت ہوا، جس کا خمیازہ آج تک قوم بھگت رہی ہے۔ امیر تحریک اسلامی کا آخری تجزیہ یہ تھا کہ یہ ایک افسوناک حقیقت ہے کہ معاشرے کو اسلامی نظام کے لئے تیار نہیں کیا جا سکا اور معاشرہ اسلامی قوانین کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اسلامی احیائی تحریکوں کو اس اعتبار سے پسپائی کا سامنا ہے۔

تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید صاحب نے تحریک اسلامی کے ذمہ داران کو مبارکباد پیش کی کہ انہوں نے بہت مناسب وقت پر اس مذاکرے کا اہتمام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ عام انتخابات میں مذہبی سیاسی جماعتوں کو جس طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ خود احتسابی کے ساتھ غیر جانبدارانہ جائزہ لیں کہ انتخابی نظام سیاست میں شمولیت کے نتیجے میں وہ 65 برس کا عرصہ گزارنے کے بعد اب کہاں کھڑے ہیں اور کیا غلبہ و اقامت دین کی منزل کے لئے واحد راستہ وہی ہے جو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے یا انہیں اپنے طریقۂ کار پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ تنظیم اسلامی کے بانی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جماعت اسلامی سے علیحدگی ہی اس بنیاد پر کی تھی کہ انتخابی سیاست کے ذریعے وطن عزیز میں اسلامی نظام کا نفاذ ممکن نہیں۔ وہ اسوۂ حسنہ کے انقلابی پہلو کے مطالعے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ اسلامی انقلاب کے لئے رہنمائی صرف وہیں سے مل سکتی ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا تقسیم ہند سے قبل یہی موقف تھا اور اپنے کتابچے ''اسلامی حکومت کیسے قائم ہوتی ہے'' میں انہوں نے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ انہوں نے قیام پاکستان کے بعد جو موقف اختیار کیا تھا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ نفاذ اسلام کے لئے دو راستے ہیں۔ پاکستان کے زمام کار پر

قدرت رکھنے والے خود یہ محسوس کریں کہ نفاذ اسلام کا کام ان کا نہیں، لہٰذا وہ زمام کار اہل لوگوں کے حوالے کریں۔ دستور سازی میں علماء کی شمولیت ہو۔ دستور بنے۔ نئے انتخابات ہوں اور نفاذ اسلام کے لئے اہل ترین لوگوں کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔ معاشرے کو اس کی بنیادوں سے ٹھیک کیا جائے۔ تبدیل شدہ حالات میں یہی طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ لیکن یہ حتمی متبادل راستہ نہیں۔ اس طریقے میں ناکامی کی صورت میں ہم وہی طریقہ اختیار کریں گے جس پر تقسیم ہند سے قبل عمل پیرا تھے۔ حافظ عاکف سعید صاحب نے سوال کیا کہ کیا اب وقت نہیں آگیا کہ موجودہ طریقہ کار پر نظر ثانی ہو۔ حال ہی میں مکتب دیوبند کے ایک اعلامیہ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ مذہبی سیاسی جماعتوں کو اپنے طریقہ کار پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مذہبی سیاسی جماعتوں نے سیکولر عناصر کے ساتھ مل کر آمریت کے خاتمے اور جمہوریت کی بحالی کے لئے تو تحریکیں چلائیں لیکن کبھی نفاذ شریعت کے ایک نکتے پر اپنی صفوں میں اتحاد کر کے کوئی تحریک نہیں چلائی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے جب کبھی کسی خالص دینی ایشو پر عوامی تحریک چلائی تو اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرمائی۔ ماضی میں ختم نبوت کے سلسلے میں قادیانیوں کے خلاف تحریک اور ماضی قریب میں تحفظ ناموس رسالت کی تحریک اس کی روشن مثالیں ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مذہبی سیاسی جماعتیں انتخابی سیاست سے دستبردار ہوں اور نفاذ شریعت کے لئے متحد ہو کر بھرپور عوامی تحریک چلائیں۔

علامہ زاہدالراشدی صاحب نے کہا کہ اس مذاکرے کے بیسیوں پہلو ہو سکتے ہیں جس کے لئے گہرے تجزیے، تحقیق اور غور وفکر کی ضرورت ہے کہ کیا ہوا، کیا ہونا چاہئے تھا، اب ہم کہاں کھڑے ہیں اور اب کیا ہونا چاہئے۔ نفاذ اسلام صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے اس وفد کا تذکرہ کیا جو ڈاکٹر اعجاز شفیع گیلانی کی سربراہی میں ایران گیا تھا اور جب آیت اللہ جنتی سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں عالم اسلام کی نظریں پاکستان پر لگی ہیں۔ 14-15 سال قبل جب ایک سیمینار میں جس میں 13 ملکوں کے جلاوطن نمائندے لندن میں اکٹھے ہوئے تھے، یہ تجویز سامنے آئی تھی کہ الگ الگ محنتیں بھی ہو رہی ہیں، قربانیاں بھی دی جا رہی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے سب مل کر اپنی توانیاں کسی ایک ملک میں صرف کریں تو اس موقع پر یہ بات بھی محسوس کی گئی تھی کہ وہ ملک پاکستان ہی ہو سکتا ہے۔ جس دن پاکستان میں نفاذ اسلام کی طرف صحیح رخ پر پیشرفت ہوئی دنیا ہمارے ساتھ ہوگی ان شاء اللہ العزیز۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے حوالے سے سانپ اور سیڑھی کا کھیل جاری ہے۔ کچھ پیشرفت ہوتی ہے تو بیک گیئر لگ جاتا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے بارے میں فیصلے کو بطور مثال پیش کیا۔ اسلامی قوانین کی تعبیر و تشریح کے لئے تعلیمات اسلامیہ بورڈ سید سلیمان ندویؒ کی سربراہی میں بنایا گیا جو اس تنازعے کی نذر ہو گیا کہ اس کی بنیاد امت کے جمہوری تعامل کو بنایا جائے یا آج کے فلسفے کو بنیاد بنایا جائے۔ متحدہ شریعت محاذ کی جانب سے بل قومی اسمبلی میں اس لئے منظور نہیں ہوا کہ شرط یہ لگا دی گئی کہ قرآن وسنت کی بالادستی کے نتیجے میں سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچہ متاثر نہ ہو۔ سوات میں صوفی محمد صاحب کا مطالبہ یہ تھا کہ حکومت وہاں کے قضا کے نظام کو بحال کرے کیونکہ اِس سے آسان، سستا اور فوری انصاف ملتا تھا۔ ہمارے دینی قائدین نے ان کے اس مطالبے کی حمایت میں آواز بلند نہیں کی۔ ہمارے دینی قائدین کسی حادثے کے ردعمل میں تو متحد ہو جاتے ہیں، خواہ ردعمل مثبت ہو یا منفی مگر نفاذ اسلام کے لیے ایک آواز نہیں اٹھاتے۔ اب جو ریاست کے خلاف لوگوں نے اسلحہ اٹھا لیا ہے تو اسے ہماری دینی جماعتیں غلط کہتی ہیں۔ ان کا یہ موقف بجا سہی لیکن ہتھیار اٹھانے والے یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ سیاسی عمل کے ذریعہ انہیں کیا حاصل ہوا۔ اسلحہ اٹھانے والوں کا عمل صحیح ہو یا غلط، لیکن ان کا وجود تو ایک حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ علامہ صاحب نے آخر میں فرمایا کہ اسلامی انقلاب کے لئے پارلیمانی قوت اور اسٹریٹ پاور دونوں کا اکٹھا ہونا ضروری ہے۔ طریقہ کار کے لئے رہنمائی ہمیں ایرانی انقلاب سے لینا چاہئے۔ آخر حضرت سلمان فارسیؓ بھی تو ایرانی تھے اور غزوۂ خندق کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے ان کی تجویز پر عمل فرمایا تھا۔ ایرانی انقلاب کی خوبی یہ ہے کہ وہاں انقلاب کو سنبھالنے کے لئے پوری ٹیم موجود تھی اور ہے۔

آخر میں امیر جماعت اسلامی محترم سید منور حسن کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی انقلاب ایک ہمہ جہتی ایشو ہے۔ دینی جماعتوں کے اتحاد پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ماضی میں یہ اتحاد کیوں ٹوٹے۔ ایسے عناصر کی نشاندہی ہونی چاہئے۔ مثلاً دینی جماعتوں کو ایک مانیٹر کرنے والا نظام وضع کرنا چاہئے کہ ایم ایم اے کیوں ٹوٹا، کس نے توڑا۔ انہوں نے دیوبند مکتب فکر کے مختلف گروہوں کے بارے میں سوال اٹھاتے ہوئے کہا کہ ان میں سے ایک جماعت کا کہنا ہے کہ دعوت دیئے چلے جاؤ۔ اس طرح معاشرے میں اچھے لوگوں کی تعداد بڑھے گی، حالانکہ تاریخ انسانی میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ دوسری جماعت ایک فرقے کو کافر قرار دیتی ہے اور یہ نعرہ لگاتی ہے کہ جو انہیں کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔ ان مسائل کو حل ہونا چاہئے اور اس سلسلے میں علمائے دیوبند کو رہنمائی فراہم کرنی چاہئے۔ انہوں نے قلب کی اہمیت والی حدیث مبارکہ کے حوالے سے کہا کہ اس میں فرمایا گیا ہے کہ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ صحیح ہو تو پورا جسم صحیح رہتا ہے اور اگر اس میں خرابی ہو تو پورے جسم میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ دل ہے۔ حکمراں طبقہ کسی معاشرے میں دل کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا اس کی اصلاح ضروری ہے۔

آخر میں تحریک اسلامی کے معتمد کی دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔

★ ضرورت رشتہ ★

☆ لاہور میں رہائش پذیر مکینیکل انجینئر، عمر 38 سال، ذاتی کاروبار (پہلی بیوی ذہنی معذور ہے) کو عقد ثانی کے لئے پڑھی لکھی دیندار خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ بیوہ اور مطلقہ خواتین بھی رابطہ کر سکتی ہیں۔

برائے رابطہ: 0321-9479584

☆ لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 35 سال، قد 5.1، تعلیم بی ایس سی کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ سنجیدہ افراد رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0321-4606682

دہشت گردی کا طوفان اور عمران فاروق قتل کیس

خلافت فورم میں فکرانگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی
ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (ڈپٹی سیکرٹری جنرل، جماعت اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال : گزشتہ کچھ عرصہ سے کوئٹہ میں ہزارہ کمیونٹی کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ آپ کے خیال میں یہ واقعات دہشت گردی کا شاخسانہ ہیں یا فرقہ واریت کی آگ؟

فرید احمد پراچہ : بنیادی طور پر تو یہ دہشت گردی ہے۔ علیحدگی پسندوں کے ٹارگٹ الگ ہیں۔ دہشت گردی کے اس پورے پیکج میں امریکہ، بھارت اور اسرائیل شامل ہیں۔ ان طاقتوں کی کوشش ہے کہ شیعہ سنی فسادات شروع ہوں۔ بلوچستان وہ صوبہ ہے جس کا بارڈر ایران اور افغانستان سے ملتا ہے۔ لہٰذا یہ اتحاد ثلاثہ چاہتا ہے کہ یہاں ایسی فضا پیدا کی جائے کہ مسلک پر مبنی اختلافات کو ہوا ملے۔ چنانچہ کبھی دیوبندی عالم دین کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے۔ کبھی ہزارہ کمیونٹی کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کی کوشش ہے کہ یہ تاثر پیدا کیا جائے کہ یہاں فرقہ وارانہ دہشت گردی ہو رہی ہے۔ حقیقتاً یہ دہشت گردی ہے، فرقہ واریت سے ان واقعات کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ اسلام اور پاکستان دشمن عالمی قوتوں کی سازش ہے۔ اگر یہ فرقہ وارانہ ہوتی تو گلی، محلوں، سڑکوں اور بازاروں تک پھیل جاتی۔ یہاں لوگ سالہا سال سے اکٹھے رہ رہے ہیں۔ حادثات میں شیعہ سنی مل کر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ فرقہ وارانہ دہشت گردی ہرگز نہیں ہے۔ درحقیقت پورے عالم اسلام میں سوچی سمجھی سکیم کے تحت فرقہ وارانہ کشیدگیوں کو ہوا دی جا رہی ہے۔ اسی لیے شام میدان جنگ بنا ہوا ہے۔ عالمی سطح پر مسلمانوں کے اندر یہ خلیج بڑھتی جا رہی ہے۔ یہی دشمن کی خواہش ہے۔ پاکستان میں بھی وہ اس کارڈ کو استعمال کر کے ہمیں اختلافات کی آگ میں جھونکنا چاہتے ہیں۔ کوئٹہ کے واقعات کو اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ وہاں پراپرٹی مافیا اور جرائم پیشہ لوگ اپنے مفادات کے لیے بیرونی دہشت گردوں کے ساتھ مل کر عالمی طاقتوں کے اس ایجنڈے کو پورا کرنے میں مصروف ہیں۔ پہلے وہاں سے پنجابیوں کو نکالا گیا، اب ہزارہ کے لوگوں کو نکالنا چاہتے ہیں، تاکہ ان کی جائیدادوں پر قبضہ کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ ہماری اپنی خفیہ ایجنسیاں وہاں ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ حالیہ واقعات کی بنیادی وجہ ایجنسیوں کا آپس میں اشتراکِ عمل نہ ہونا اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش ہے۔ اگر ایجنسیاں اپنا کام صحیح طور پر کریں تو ان واقعات کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

سوال : کوئٹہ اور پشاور کافی عرصہ سے بارود کے ڈھیر کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ یہ بتائیں کہ پاکستان دہشت گردی کے چنگل سے کیسے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا : فارسی کی ایک ضرب المثل ہے۔ ''خود کردہ را علاجِ نیست'' یعنی جو خرابی آپ کی اپنی پیدا کردہ ہے اس کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ہم ایک پرائی جنگ کی آگ کو ہمسایہ ملک سے اپنے آنگن میں لے آئے۔ اس آگ سے ہمارا آنگن جل رہا ہے تو ہمیں تکلیف ہو رہی ہے۔ دیکھئے قائداعظمؒ نے قبائلیوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم وہاں فوج نہیں بھیجیں گے۔ 2004ء میں پرویز مشرف نے وعدہ خلافی کی اور وہاں فوج بھیج دی جس کی وجہ سے ان کے اندرونی معاملات مثلاً جرگہ سسٹم، امن کمیٹیاں وغیرہ سب درہم برہم ہو گئے۔ قبائلی پاکستان کے اس قدر وفادار تھے کہ ہمیں اس سرحد پر فوج رکھنے کی ضرورت ہی کبھی پیش نہ آئی۔ چونکہ ہم پرائی آگ اپنے آنگن میں لے آئے، اس لیے وہاں کچھ ایسی تنظیمیں وجود میں آ گئیں جن کا قبلہ ایک نہیں ہے۔ بہت سی تنظیمیں پاکستان دشمنی میں وجود میں آ گئیں۔ کچھ تنظیمیں پرویز حکومت کے اقدامات کے ردّعمل میں بن گئیں۔ کون نہیں جانتا کہ امریکی ڈرون حملوں کے علاوہ ہمارے طیاروں نے بھی وہاں بمباری کی۔ ان کارروائیوں میں اگرچہ کچھ شرپسند بھی مارے گئے، لیکن زیادہ جانی نقصان عوام کا ہوا ہے۔ ایک گھر پر بمباری ہو اور اس کے سولہ میں سے چودہ افراد مارے جائیں تو بچنے والے خودکش حملہ آور نہ بنیں گے تو کیا بنیں گے۔ اس صورتِ حال کو ہوا دینے میں را، موساد، اور سی آئی اے نے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ ان ایجنسیوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ دونوں طرف اشتعال کی کیفیت پیدا کر رہی ہیں۔ جب وہاں ڈرون حملے ہوتے ہیں تو امن پسند شہری سوچتے ہیں کہ پاکستانی حکومت ان کا تحفظ نہیں کر رہی اور اس نے ہمیں ایک درندہ صفت سپر پاور کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا کچھ لوگ تو وہ ہیں جو مظالم کا شکار ہوئے اور اب وہ بدلے کی آگ میں جل کر یہ کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ بیرونی ایجنسیوں کے لوگ اور جرائم پیشہ افراد بھی اپنے مقاصد کے لیے ملک اور فوج کے خلاف کارروائیاں کر کے دونوں طرف غلط فہمیاں پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ کوئٹہ کا معاملہ اس سے نسبتاً مختلف ہے۔ خیبر پختونخوا میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں کیونکہ یہ جنگ ہم نے خود اپنے اُوپر مسلط کی ہے۔

سوال : ایوب بیگ صاحب! آپ نے ذمہ داران کا تعین تو فرما دیا۔ اس مشکل سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس سے نکلنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک کو آپ عارضی یا ہنگامی کہہ سکتے ہیں جو قلیل المدت طریقہ ہے۔ دوسرا طویل المدت راستہ ہے۔ پرویز مشرف نے 2004ء میں وہاں آپریشن شروع کیا اور 2005ء میں آئی ایس آئی پر پابندی لگا دی کہ وہ قبائلی علاقہ جات میں داخل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا را، موساد اور سی آئی اے کو وہاں کھلی چھٹی مل گئی۔ جس کی وجہ سے صورتِ حال روز بروز بگڑتی چلی گئی۔ قلیل المدت طریقہ تو یہ ہے کہ ہم اس پرائی جنگ سے خود کو نکال لیں۔ جب تک ہم اپنے آپ کو اس جنگ سے الگ نہیں کرتے قبائلیوں کو یہ یقین نہیں دلایا جا سکتا کہ تمہارے جانی و مالی نقصان کے ذمہ دار ہم نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان دراصل امریکہ کے ساتھ مل کر ہمیں مار رہا ہے۔ لہٰذا وہ جواب میں پاکستان کے خلاف کارروائیاں کر رہے ہیں۔ کرنے کا پہلا کام یہ ہے کہ ہم دوغلی پالیسی ترک کریں اور صاف صاف اعلان کر دیں کہ ''اس جنگ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اب ہم امریکا

کی کوئی مدد کر سکتے ہیں تو انخلاء کے حوالے کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ صرف ہم امریکا کو کسی قسم کی سپورٹ دینے کو تیار نہیں۔ اگر ڈرون حملے جاری رہے تو ہم سلامتی کونسل سے رجوع کرنے کے علاوہ جارحانہ اقدام سے بھی گریز نہیں کریں گے۔'' صرف اسی صورت میں ہم اس مشکل سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔

سوال: اب اگر ہم وہاں سے اپنی فوج واپس بلا لیتے ہیں تو کیا یہ بھارت کے لیے موقع نہیں ہوگا کہ وہ ان علاقوں میں بھرپور انداز میں پاکستان کے خلاف کارروائیاں کرے؟

ایوب بیگ مرزا: دیکھئے، وہاں فوج بھیجنا ایک غلط قدم تھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم فوری طور پر وہاں سے اپنی فوج نکال لیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں امریکا کی جنگ سے الگ ہو جانا چاہیے۔ اس کے بعد وہاں ہماری فوج کی موجودگی قبائلیوں کی حفاظت کے حوالے سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ایسا ہو گیا تو آہستہ آہستہ قبائلیوں کا اعتماد ہم پر بحال ہو جائے گا۔ ہم جتنی دیر اس جنگ سے علیحدگی میں لگائیں گے، اتنا ہی قبائلیوں کا اعتماد حاصل کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔

فرید احمد پراچہ: میں ایوب بیگ صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ ڈرون کہیں باہر سے نہیں آتا بلکہ ہمارے ہی کسی Base سے اڑتا ہے۔ گویا اس میں ہماری سپورٹ امریکا کو حاصل ہے۔ قوم کے سامنے جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ ڈرون حملے تو امریکا کر رہا ہے، اس میں ہمارا عمل دخل نہیں۔ ان حملوں میں اگر ایک ''دہشت گرد'' مارا جاتا ہے تو قریباً 28 عام لوگ شہید ہوتے ہیں۔ ایک آزاد قوم کی خودمختاری پر اس سے بڑا حملہ کیا ہو سکتا ہے۔ حکومت اپنے شہریوں کے قتل عام کا سلسلہ فوری بند کرے اور امریکا کو بتا دے کہ ڈرون حملوں میں اب ہماری طرف سے کوئی سپورٹ نہیں ملے گی۔ اسی صورت میں ہم اس مشکل سے نکل سکتے ہیں۔

سوال: ڈاکٹر عمران فاروق قتل کیس کے حوالے سے سکاٹ لینڈ یارڈ کی تفتیش آج کل میڈیا کا اہم موضوع ہے۔ یہ کیس آپ کو کیا رُخ اختیار کرتا نظر آتا ہے؟

فرید احمد پراچہ: ڈاکٹر عمران فاروق قتل کیس کی نوعیت بالکل ایسی ہے جیسے ماضی میں ہمارے ملک میں عظیم احمد طارق کا قتل ہوا۔ الطاف حسین کے ابتدائی ساتھیوں میں فاروق ستار کے علاوہ کوئی بھی زندہ نہیں بچا۔ سب قتل کر دیے گئے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ان سب کو الطاف حسین نے ہی قتل کروایا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ مخالف گروپوں کی کارروائی ہو۔ لیکن اہم سوال یہ ہے کہ ان کی جماعت کے یہ سب اہم رہنما قتل ہوئے تو انہوں نے ان کی ایف آئی آر کیوں درج نہیں کروائی؟ ان کے کیس کی پیروی کیوں نہیں کی؟ خاموشی کیوں اختیار کر لی گئی؟ بیوگان کو ان واقعات کے مقدمات درج کرنے سے کیوں روکا گیا؟ ڈاکٹر عمران کا قتل چونکہ لندن میں ہوا، اس لیے وہاں آزادانہ تفتیش ہو رہی ہے کیونکہ وہاں کی پولیس ہماری پولیس کی طرح کسی دباؤ کا شکار نہیں۔ برطانیہ کے بہت سے معاملات کی ہم مخالفت کر سکتے ہیں لیکن انہوں نے اپنا تفتیشی نظام بہت مضبوط بنا رکھا ہے۔ حکومت کبھی سکاٹ لینڈ یارڈ پولیس کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتی۔ ان کا کہنا ہے کہ سیاسی وجوہات کی بنا پر وہ کبھی اپنا ملکی نظام تباہ نہیں کریں گے۔ برطانیہ کی حکومت اپنے ملکی مفاد میں سیاسی کھیل کھیلتی ہے لیکن وہ سیاست کے لیے اپنے ادارے تباہ نہیں کرتے۔ لہٰذا سکاٹ لینڈ یارڈ الطاف حسین کے لیے اپنی پوری تاریخ کو خراب نہیں کرے گی۔ یہ کیس تو اب آگے چلے گا۔ اگرچہ حکومت پاکستان نے تعاون نہیں کیا لیکن سکاٹ لینڈ یارڈ اس کیس کو انجام تک پہنچائے گا۔ اب تو قتل سے آگے بڑھ کر ان کی جائیدادوں اور ذرائع آمدن پر بھی سوال اُٹھا ہے۔ بہرحال اگر الطاف حسین سمجھتے ہیں کہ ان کے ہاتھ صاف ہیں تو انہیں عدالت میں ڈٹ کر ان مقدمات کا سامنا کرنا چاہیے۔

سوال: ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے کہا ہے کہ برطانوی حکومت اور اسٹیبلشمنٹ مجھے عمران فاروق قتل کیس میں ملوث کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور یہ لوگ میری جان لے سکتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر الطاف حسین بے گناہ ہیں تو انہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر ہم کراچی کے گزشتہ 30 سالہ حالات کا جائزہ لیں تو ہمیں 1980ء سے پہلے وہاں بھتہ خوری کا سراغ نہیں ملتا۔ وہاں تیس سال پہلے کسی ٹارچر سیل کا وجود نہیں تھا۔ بوری بند لاش کا کوئی تصور نہیں تھا۔ ایم کیو ایم کے کراچی میں جنم لینے کے بعد یہ چیزیں وہاں نظر آئیں اور ان میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اگرچہ اب بہت سے دوسرے گروپ اور عناصر بھی ان کاموں میں شامل ہو گئے ہیں۔ سوال کے جواب کی طرف آئیے۔ اصل میں ایم کیو ایم نے برطانیہ کو بھی کراچی پر محمول کیا ہے۔ اسی لیے وہ برطانیہ کے لیے بھی وہی زبان استعمال کر رہے ہیں جو پاکستانی حکومتوں کے لیے کرتے آئے ہیں۔ اب ان کے لیے پریشانی کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر عمران قتل کیس نیا رُخ اختیار کر گیا ہے۔ وہاں ان کی جائیدادوں، ذرائع آمدن وغیرہ پر جو سوال اُٹھ رہے ہیں، قتل کیس کے علاوہ ان سے جان چھڑانا بھی الطاف حسین کے لیے آسان نظر نہیں آتا۔ کون نہیں جانتا کہ پاکستانیوں کا پیسہ لوٹ کر، ان کا خون نچوڑ کر برطانیہ بھیجا گیا۔ منی لانڈرنگ انٹرنیشنل جرم ہے۔ لوگوں کو جس طرح خوفزدہ کر کے، ان کی ہڈیوں میں سوراخ کر کے انکار کرنے والوں کو قتل کر کے جس طرح بھتہ خوری کی گئی، میں سمجھتا ہوں اب انہیں ان سب چیزوں کا حساب دینا پڑے گا۔ اب میڈیا کو بھی اپنے دل و دماغ سے الطاف حسین کا خوف نکال دینا چاہیے اور عوام کے سامنے حقائق پیش کرنے چاہئیں۔ بہرحال برطانیہ کی ایجنسیاں مکمل طور پر آزاد ہیں۔ نہ ان پر کوئی دباؤ ڈالتا ہے، نہ وہ کسی دباؤ کو قبول کرتی ہیں۔ لہٰذا وہ اپنی رپورٹ دیانتداری سے مرتب کر کے حکومت کو پیش کر دیتی ہیں۔ البتہ آگے یہ فیصلہ حکومت کرتی ہے کہ فلاں معاملے میں کسی کو سزا دی جائے یا نہ دی جائے۔ بلاشبہ حکومت کے بین الاقوامی مفادات ہیں۔ ان کا اصل ایمان قومیت پر ہے۔ ان کے انٹرنیشنل مفادات اپنی قوم کے گرد گھومتے ہیں۔ لہٰذا وہ اگر اپنے قومی مفاد میں پولیس کی کسی رپورٹ کو دبا لیں تو نہ پولیس اور نہ عوام ہی ان سے پوچھیں گے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ انہیں اپنی حکومت پر اعتماد ہے کہ وہ قومی مفاد کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتی۔ چونکہ الطاف حسین کے سارے معاملات امت مسلمہ اور پاکستان کے خلاف تھے اور وہ اسلام دشمن قوتوں کے مفادات کو تقویت پہنچا رہے تھے۔ اس لیے وہ برطانیہ کو آنکھیں دکھا رہے ہیں کہ میری سابقہ خدمات کے صلے ہی میں نرمی برتی جائے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ برطانیہ اپنے ملکی و قومی مفاد کی خاطر یا الطاف حسین سے مستقبل میں کوئی کام لینے کی غرض سے اس معاملے کو دبا دے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ الطاف حسین کو اس کیس میں گرفتار کر لیا جائے، تاکہ کراچی میں مزید بدامنی پیدا ہو اور ملک عدم استحکام کا شکار ہو۔ دشمن کا اصل ٹارگٹ یہی ہے، جسے پورا کرنے کے لیے وہ کوئی بھی حربہ استعمال کر سکتے ہیں۔

سوال: الطاف حسین کا ایم کیو ایم کی قیادت سے

استعفا کا اعلان اور پھر واپسی کیا محض ڈراما نہیں ہے؟

فرید احمد پراچہ : یہ ڈرامہ بازی ہی ہے۔ وہ ایسا پہلے بھی کرتے رہے ہیں۔ یہ ان کی پرانی عادت ہے۔ وہ کئی دفعہ استعفادے کر واپس لے چکے ہیں۔ اس کے پیچھے ان کے کچھ مقاصد ہوتے ہیں۔ اس طرح کسی ناپسندیدہ شخص یا گروپ کو الگ کرنا پیش نظر ہوتا ہے۔ حال ہی میں ایک گروپ کو ایم کیو ایم سے اس بنیاد پر نکالا گیا کہ جتنا بھتہ پہلے آتا تھا، اس میں کمی کیوں واقع ہوئی؟ اس موقع پر استعفا کا فوری مقصد برطانیہ کو پریشرائز کرنا تھا۔ اپنی تقریر میں الطاف حسین نے خود کہا کہ کروڑوں انسانوں کے رہنما کے گھر پر چھاپے کے بعد میں جماعت کی سربراہی چھوڑ رہا ہوں۔ اس خطاب کے ذریعے ان کا مقصد برطانیہ کو اپنی جماعت کی طاقت دکھانا تھا کہ وہ مستقبل میں اس جماعت سے کام لینے کے لیے ان کی گرفتاری کے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ اسی لیے تقریروں اور بیانات میں وہ الفاظ استعمال کیے گئے کہ کراچی کو علیحدہ کردو وغیرہ جو کہ دشمن کی خواہش ہے، تاکہ سنگاپور کی طرح کراچی پورٹ پر بھی برطانیہ اور بیرونی قوتوں کا اثر و رسوخ زیادہ ہو سکے۔

سوال: ڈیوڈ کیمرون کے دورۂ پاکستان کے موقع پر الطاف حسین نے برطانوی حکومت کے خلاف کھلم کھلا دھمکی آمیز بیان دیا۔ اس خاص موقع پر ایسی بیان بازی کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

فرید احمد پراچہ : ڈیوڈ کیمرون کی پاکستان آمد کے موقع پر الطاف حسین نے اپنے گھر پر چھاپے کی جو بات کی وہ ایک ہفتہ پرانی تھی۔ اگر اس پر انہیں ردِّعمل دینا تھا تو ایک ہفتہ قبل دیتے۔ اب جو ردِّعمل دیا گیا اس کا واضح مقصد یہی تھا کہ برطانیہ جس کا جھکاؤ بھارت کی طرف ہے، اگر وہ پاکستان کے قریب آنا چاہتا ہے تو ایسی فضا پیدا کی جائے کہ ڈیوڈ کیمرون کا دورۂ پاکستان ناکام ہو جائے۔ اگرچہ وہ اس مقصد کو پورے طور پر حاصل نہ کر پائے تاہم اس بیان بازی کے پیچھے یہی سوچ کارفرما تھی۔

ایوب بیگ مرزا : میں فرید احمد پراچہ صاحب کی بات میں اضافہ کرتے ہوئے کہوں گا کہ اب تک غالباً الطاف حسین چھ بار استعفادے کر واپس لے چکے ہیں۔ یہ معاملہ ان کی غیر مستقل مزاج طبیعت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا یہ دعویٰ کہ ہم غریبوں کی نمائندگی کرتے ہیں، کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ ان کے گھر سے کروڑوں پاؤنڈ کی رقوم اور زیورات برآمد ہوئے ہیں۔ ان کی مستقل مزاجی صرف اس حد تک ہے کہ پاکستانی عوام سے بھتہ وصول کر کے ہر حال میں ان تک پہنچایا جائے۔ اس پر وہ کسی سمجھوتے کے لیے تیار نہیں۔ لوٹ مار کے حوالے سے ایم کیو ایم نے باقی تمام سیاسی جماعتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ یہی اس جماعت کا کردار اور پہچان ہے۔ پاکستانی حکومتوں کی طرح اب برطانیہ کو بھی بلیک میل کر کے وہ اپنے اسی ایجنڈے کے تسلسل کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک برطانوی حکومت کا تعلق ہے وہ اس معاملے پر وہی ایکشن لے گی جو امریکا، اسرائیل اور خود برطانیہ کے حق میں ہوگا۔

سوال : رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں معرضِ وجود آنے والا ملک اس وقت بدترین دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ یہ ریاست 65 سال گزارنے کے باوجود اپنے اہداف حاصل کرنے میں ناکام کیوں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہم نے تحریک پاکستان کے دوران یہ نعرہ لگایا تھا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ'' یعنی ہم نے واضح طور پر یہ عہد کیا تھا کہ ہم ایک الگ خطہ زمین اس لئے چاہتے ہیں کہ اُس میں اسلام کو بحیثیت نظام قائم کر سکیں۔ مگر جب اللہ نے ہمیں الگ خطۂ زمین عطا کر دیا تو ہم اس وعدے سے پھر گئے۔ ظاہر ہے جب کوئی قوم اپنا نظریہ چھوڑ دے تو اس کا وجود برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس کی مثال اس قوم کی طرح ہوگی جو صحرا میں بھٹک جائے اور راستہ کھو بیٹھے۔ بدقسمتی سے 65 سال سالوں میں ہم نے اللہ اور رسول ﷺ سے کیے وعدے سے انحراف کیا بلکہ غداری کی روش اختیار کی۔ یہ اسی کی سزا ہے کہ ہم ایک کے بعد ایک مشکل میں پھنستے جا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس راستے یا پٹڑی پر واپس آ جائیں جو ہمیں نفاذ اسلام کی منزل کی طرف لے جا سکے۔ اگر ہم توبہ کر لیں تو ہمارے پاس اب بھی اصلاح کا موقع اور مہلت ہے۔ رمضان کا مبارک مہینہ آ رہا ہے۔ یہ ملک رمضان کی 27 ویں رات میں معرضِ وجود میں آیا تھا۔ اگر اس مہینے کی برکت سے ہمارے قلوب اور اذہان بدل جائیں تو ہم نہ صرف ان مسائل سے نکل سکتے ہیں بلکہ اقوام عالم کی رہنمائی کر کے انھیں بھی کامیابی و کامرانی کے راستے سے روشناس کر سکتے ہیں۔ [مرتب: فرقان دانش]

☆☆☆

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم ''اسلام آباد شمالی'' میں اعجاز حسین کا بطور امیر تقرر

حلقہ اسلام آباد کی مقامی تنظیم اسلام آباد شمالی میں تقرر امیر کے لئے ناظم حلقہ کی جانب سے موصولہ اُن کی اپنی سفارش اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 27 جون 2013ء میں مشورہ کے بعد جناب اعجاز حسین کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم جہلم میں محمد اشرف کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب پوٹھوہار کی جانب سے مقامی تنظیم جہلم میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی سفارش اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 27 جون 2013 ء میں مشورہ کے بعد جناب محمد اشرف کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی (حلقہ پنجاب شرقی) چشتیاں کے امیر محمد امین نوشاہی کی خوشدامن کینسر کے موذی عارضہ میں مبتلا ہیں۔

☆ اسرہ پھولنگر کے رفیق مشتاق صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور PIC ہارٹ ہسپتال میں زیر علاج ہیں،

☆ ہارون آباد شرقی تنظیم کے رفیق شیخ وحید علیل ہیں اور وکٹوریہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین ندائے خلافت سے بھی ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

رفیق تنظیم سمیع اللہ (اسرہ اوکاڑہ) کے والد محترم وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے، آمین۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تو آئے تو ڈالر!

نعیم صدیقی

قیام پاکستان کے کچھ ہی عرصہ بعد جب ہم نے رب کائنات کو اپنا حقیقی سہارا بنانے کی بجائے امریکہ کے گھڑے کی مچھلی بننا قبول کر لیا تو اس کے نتیجے میں چچا سام کی نوازشات ہم پر ڈالروں کی بارش کی صورت میں برسنے لگیں۔ مادہ پرستانہ سوچ رکھنے والوں کے نزدیک یہ ایک بہت بڑی کامیابی تھی، جس کے نتیجے میں ترقی وخوشحالی کے دریچے ہم پر وا ہو گئے تھے، لیکن ملک وملت کے حقیقی خیر خواہوں کی حقیقت بین نگاہ ڈالروں کی اس بھیک کے نتیجے میں ملت اسلامیہ کو پہنچنے والے دینی واخلاقی زوال اور معاشی غلامی کا مشاہدہ کر رہی تھی۔ نعیم صدیقی صاحب کی یہ تاریخی نظم اسی حقیقت پسندانہ سوچ کی غماز ہے۔ 65 سال کا تجربہ اس امر کا گواہ ہے کہ ڈالروں کی اس بھیک نے نہ صرف ہمیں دینی واخلاقی زوال سے دوچار کیا، بلکہ معاشی سطح پر بھی ہمارا خون چوس چوس کر ہمیں کنگال کر دیا۔ (مدیر)

ڈالر! مرے اس دیس کو ناپاک نہ کرنا!
تو ظلم کا حاصل!
تو سحر ملوکانہ کا اک شعبدۂ خاص!
سرمائے کی اولاد!
تو جیب تراشوں کے کمالات کا اک کھیل!
تو سُود کا فرزند
افلاس کی رگ رگ سے تو نچڑا ہوا خوں ہے!
بیواؤں کی فریاد!
ہے کتنے یتیموں کی فغانِ خاموش!
تو ضعف کی اک چیخ!
تو کتنے شبابوں کا ہے اک نوحۂ دلگیر!
تو کتنی تمناؤں کی اک قبر سنہری!
تاریخ کا اک اشک!
تو جنگ کی پُر ہول نفیروں کا تجسّم!
تو موت کی پریوں کا فسوں کا رترنّم!
تو برق جہاں سوز کا خونخوار تکلم!
لاشوں سے کمائی ہوئی دولت!
تہذیب کو تو زخم لگانے کی ہے اُجرت!
اُف کتنی ہی اقوام کے نیلام کی قیمت!
بچھو کا تراڈنک!
سانپوں کا ترا زہر!
انگاروں کا ہے سوز
ہے سونے کے لفظوں میں لکھی تلخ حقیقت!
ڈالر! مرے اس دیس کو ناپاک نہ کرنا!

اے سونے کے ڈالر!

اس فاقہ و افلاس پہ تو رحم نہ فرما!
بھوکے ہیں یہاں پیٹ!
ننگے ہیں یہاں جسم!
پھر روگ ہیں، اور درد
جو چارہ گری کے نہیں شرمندۂ احساں!
یہ ٹھیک! ''چچا سام'' کے اے راج دلارے!
لیکن مری اس بات سے ناراض نہ ہونا!
بھوکے ہیں اگر پیٹ تو ہم بھوکے ہی اچھے!
ننگے ہیں اگر جسم، تو ہم ننگے ہی اچھے!
بیمار ہیں بے چارہ، تو ہم مرتے ہی اچھے!
ڈالر! میرے اس دیس کو ناپاک نہ کرنا!

تُو آئے تو ڈالر!
100 سوعیش تو ہوں گے
سکھ چین اڑیں گے!
زرخیز ہیں گو کھیت
پُر قحط اُگیں گے
کھتے تو بھریں گے
ہم فاقے کریں گے
جاے تو سلیں گے
تن کم ہی ڈھکیں گے
آمد تو گرے گی
اور بھاؤ چڑھیں گے
ڈالر! مرے اس دیس کو ناپاک نہ کرنا!

اس دیس میں تُو آئے تو اے سونے کے ڈالر!

آئے گا ربا بھی!
پھیلے گا جوا بھی!
چھائے گا زنا بھی!
اُڑ جائے گا ہر پھول سے پھر رنگ حیا بھی
اخلاق پہ منڈلائے گی ہر گندی وبا بھی
تو آئے تو ڈالر!
یاں لائے گا اک اور ہی افتاد! یقیناً!
یاں پھیلے گا نظریۂ الحاد یقیناً!
ہو جائیں گے ایمان تو برباد یقیناً!
انساں کو بنا دے گا تو جلاّد! یقیناً!
پس جائے گی یہ ملت آزاد! یقیناً!
عبرت کا بنا نقش ترے فیض سے ہی چین!
ترکی ہے تو مظلوم!
برباد فلسطین!
ڈالر مرے اس دیس کو ناپاک نہ کرنا!

تو آئے تو پھر ہم میں حمیّت نہ رہے گی!
اس قوم میں اس دیس میں غیرت نہ رہے گی!
اشراف میں کچھ بوئے شرافت نہ رہے گی!
رشتوں میں کہیں روحِ اخوت نہ رہے گی!
ڈرتا ہوں میں اسلام کی عزت نہ رہے گی!
تو آئے تو ڈالر!
تسلیم کی خُو آ کے رہے گی!
تقلید کی بُو آ کے رہے گی!
احساس کی آواز رُکے گی!
افکار کی پرواز رُکے گی!

تو آئے تو ڈالر!
کچھ اور عنایات بھی ساتھ آئیں گی!
کچھ خفیہ ہدایات بھی ساتھ آئیں گی!
مغرب کی روایات بھی ساتھ آئیں گی!
اغیار کی عادات بھی ساتھ آئیں گی!
ادبار کی آیات بھی ساتھ آئیں گی!
ڈالر! مرے اس دیس کو ناپاک نہ کرنا!

یہ خاک مقدس!
اک قوم کا گھر ہی تو نہیں!
اسلام کا گھر ہے!
یہ حق کے لئے وقف ہے مسجد کی طرح!
اِک تجربہ گاہ!
مخصوص جو قرآن کے اصولوں کے لئے ہے!
اللہ کے لئے اس کے رسولوں کے لئے ہے!
کانٹوں کے لئے کب ہے؟ یہ پھولوں کے لئے ہے!
اس دیس میں اب بزم نئی ایک سجے گی
اس دیس سے تہذیب نئی ایک اُٹھے گی!
یہ تجربہ گاہ ایک نیا دور جنے گی
انساں کو نئی روشنی اب یاں سے ملے گی
پھر مطلع خورشید
ہے شعلہ بداماں!
رنگوں کے یہ گرداب!
کرنوں کے یہ طوفان!
ایک صبح کے سامان!
یہ آدم خاکی کے لئے آخری اُمید!
یہ جنت اخلاق کی تاسیس یہ تمہید!
مستقبل انسان کی تاریخ کی تسوید!
یہ آخری امید!
ڈالر! مرے اس دیس کو ناپاک نہ کرنا!

(ماہنامہ ''چراغ راہ'' کراچی،
مرسلہ: قاضی عبدالقادر، کراچی)

ابن خلدون

فلسفۂ تاریخ کا بانی

فرقان دانش

ابتدائی حالات

ابن خلدون حضر موت کے یمنی عربوں کے خاندان سے ہیں۔ ان کا خاندان عرب سے اندلس آ کر آباد ہوا، پھر یہاں سے ہجرت کر کے تیونس میں آباد ہو گیا۔ ابن خلدون 27 مئی 1332ء کو تیونس میں پیدا ہوئے۔

انہوں نے چھوٹی ہی عمر میں قرآن و حدیث اور فقہ، فلسفہ، منطق، ادب اور تاریخ میں نام پیدا کر لیا۔ اُن کے علم و فضل کی بہت شہرت ہوئی۔ تلمسان کے بادشاہ نے اُن کی بہت تعظیم کی اور اُس کو اپنا کاتب مقرر کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے ایسا ناراض ہوا کہ اُن کو قید میں ڈال دیا۔ چار سال بعد بادشاہ فوت ہو گیا تو 764ھ میں ابن خلدون وہاں سے رہا ہو کر غرناطہ پہنچے۔ سلطان ابو عبداللہ نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ ابن خلدون اپنی بقیہ عمر غرناطہ ہی میں بسر کرنا چاہتے تھے، لیکن بعد میں ایسے واقعات پیش آئے کہ وہ پھر تلمسان چلے گئے اور اُسی کے ایک نواحی قلعے میں انہوں نے اپنی تاریخ اور اُس کا ''مقدمہ'' لکھنا شروع کیا۔ یہ ''مقدمہ'' یورپ کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور اہل علم اُس کو دنیا کی چند بڑی بڑی کتابوں میں شمار کرتے ہیں۔

چار برس تیونس میں رہ کر ابن خلدون اسکندریہ ہوتے ہوئے قاہرہ پہنچے اور مشہور اسلامی یونیورسٹی جامعہ ازہر میں علوم اسلامی کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ اُن کے علم کی شہرت نے اُن کو سلطانِ مصر کے دربار میں پہنچا دیا۔ شاہ مصر نے انہیں شرف باز یابی بخشا، اور مالکی جج کے عہدہ پر فائز کیا۔ دربار کی سازشوں اور قابتوں کی وجہ سے جلد ہی ان کا تنزل ہو گیا۔ ایک منصب پر ان کا چھ مرتبہ تقرر ہوا اور ہر مرتبہ انہیں عہدہ سے دستبردار ہونا پڑا۔ اسی اثناء میں مشہور فاتح تیمور لنگ سے بھی ان کی ملاقات ہوئی جس نے دمشق پر حملہ کیا تھا، اور جسے شاہ مصر سے صلح کرنی پڑی تھی۔ تیمور، ابن خلدون کی ہمہ گیری شخصیت اور خطابت سے بہت متاثر ہوا۔

علمی خدمات اور کارنامے

فلسفی مؤرخین کی صف میں ابن خلدون نے غیر فانی مقام حاصل کر لیا تھا۔ ان سے قبل حقیقت اور غیر حقیقت کے درمیان امتیاز کے بغیر سال بہ سال غیر منضبط واقعات کی قلمبندی کا نام تاریخ تھا۔ ابن خلدون دوسرے مؤرخین کے مقابلہ میں انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تاریخ کو سائنس کا درجہ دیا۔ انہوں نے تاریخ کو صرف وقائع نویسی پر محمول نہیں کیا بلکہ تشریح اور دلیل کے اپنے نئے اُصولوں کی روشنی میں تاریخ لکھی اور فلسفۂ عمرانیات کی حیثیت سے اُسے ترقی دی۔

ابن خلدون مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ''بہت غور و خوض اور مسلسل جدوجہد کے بعد ہم حقیقت کا پتہ لگا سکتے ہیں اور اپنے آپ کو غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ فی الواقع اگر آزمودہ اُصولوں، حکومت کے بنیادی ضوابط یا کسی مخصوص تمدن کی نوعیت یا معاشرہ کو تشکیل دینے والے حالات کو نظر انداز کر کے روایتی واقعات کے قلم بند کرنے سے ہی ہمارا کام چل جاتا تو ہم غلطیوں کا شکار ہوئے بغیر نہ رہتے اور صحیح راستے سے بھٹک جاتے۔ اسی طرح اگر ہم ماضی کا مقابلہ حال سے نہ کریں یا آج سے پہلے جو احتیاجات ظہور پذیر ہوئی ہیں اور جو آج بھی ہو رہی ہیں ان کو ملحوظ نہ رکھیں تو ہم صحیح راستے پر نہیں پہنچ سکتے۔''

عمرانیات، فلسفہ، تاریخ اور معاشیات کے بانی کی حیثیت سے ان کی تصنیفات ان کی حیرت انگیز تخلیقی قوت مظہر ہیں۔ ''کتاب الاباز'' اور ''التصریف'' ان کی غیر فانی تصنیفات ہیں۔ ''مقدمہ'' اور ان کی خود نوشت سوانح بھی مقبولیت کے آسمان کو چھوتی ہیں۔

انہوں نے اپنی تصنیفات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ ''مقدمہ'' کے نام سے مشہور ہے جس میں معاشرہ، اس کی ابتداء، اقتدار اعلیٰ، شہروں اور دیہاتوں کی تخلیق، تجارت، وسائل معاش اور علوم سے بحث کی گئی ہے۔ یہ ان کی کتاب کا بہترین حصہ ہے جس میں مصنف نے زبردست تخلیقی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے اس میں معاشیات، عمرانیات اور تاریخ جیسے مختلف موضوعات کا حیرت انگیز تخلیقی قوت اور ذہانت سے جائزہ لیا ہے۔ ابن خلدون نے مقدمہ میں جن موضوعات پر بحث کی ہے ان کے پیش رو بھی ان پر لکھ چکے ہیں لیکن انہوں نے اپنے نظریات کو ان سے زیادہ منطقی شکل دی۔ شہروں اور دیہاتوں کا آغاز کس طرح ہوا۔ اس کے بارے میں فارابی کا بیان محض نظریاتی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے برعکس ابن خلدون نے عمرانی نقطہ نظر سے جائزہ لیا ہے۔ ابن خلدون سے پہلے عمرانیات (Socialogy) کا وجود نہیں تھا۔ ارسطو کی سیاسیات میں بھی اس کا سطحی طور پر ذکر تھا۔

789ھ میں اُنہوں نے حجاز جا کر حج کیا اور واپس قاہرہ میں آ کر اپنی عظیم الشان تصنیف ''تاریخ ابن خلدون'' مکمل کی۔ تاریخ ابن خلدون کا مقدمہ دراصل ابن خلدون کے لیے عمرانیات اور بانی تاریخ کے لقب کا سبب بن گیا۔ انہوں نے جب تاریخ رقم کرنا شروع کی تو اہل عرب و بربر اور زناتہ کے حالات قلم بند کیے۔ عرب و بربر کی شہری و بدوی آبادیوں کے حالات اور ان کی ہم عصر بڑی بڑی سلطنتوں کے واقعات تحریر کیے۔ تاریخ رقم کرنے کے لیے انہیں ان گنت کتابوں کو تلاش کرنا پڑا اور لمبے لمبے سفر اختیار کرنا پڑے۔

چار سال کی محنت شاقہ کے بعد انہوں نے اپنی کتاب ''تاریخ ابن خلدون'' مکمل کر لی۔ نفسی تاریخ چھ جلدوں میں مکمل ہوئی۔ کتاب کے دوسرے حصے میں عرب کے حالات اور ابتدائے آفرینش سے آٹھویں صدی تک کے قبائل کے حالات ہیں۔ تیسری کتاب اہل بربر کے اور اہل مغرب کی ایک دوسری قوم ''زناتہ'' کے حالات پر مشتمل ہیں۔ اس کتاب کو ابن خلدون نے فارس کے سلطان عبدالعزیز کی خدمت میں پیش کر کے گراں بہا انعامات و عطایا حاصل کیے۔

انتقال

اندلس اور تیونس کے لوگوں کو ان پر بے حد فخر تھا اور وہ چاہتے تھے کہ ابن خلدون اپنے وطن میں آ کر رہیں، لیکن مصر کی خاک کچھ ایسی دامن گیر ہوئی کہ تاریخ اسلام کی اس عظیم ترین شخصیت کا 1406ء میں قاہرہ میں انتقال ہوا۔

☆☆☆

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ حلقہ حیدر آباد

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے اپنے سالانہ حلقہ جاتی دورے کے سلسلہ میں 21 جون بروز جمعۃ المبارک کو حیدر آباد تشریف لائے۔ وہ صبح آٹھ بجے ناشتہ کے بعد، مرکزی خصوصی مشیر تحقیق و تجزیہ محترم محمد نسیم الدین اور نائب ناظم اعلیٰ زون جنوبی پاکستان محترم اظہر ریاض کے ساتھ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی سے حیدر آباد کے لئے روانہ ہوئے، اور گیارہ بجے مسجد جامع القرآن، گلشن سحر، قاسم آباد، حیدر آباد پہنچے۔ اس موقع پر حلقہ کے تمام رفقاء کرام کا اجتماع منعقد کیا گیا تھا، جس میں امراء مقامی تناظیم اور امیر حلقہ نے سالانہ تنظیمی و دعوتی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ پیش کیا۔ نقباء نے فرداً فرداً اپنے اُسرہ کے رفقاء کا تعارف کرایا، نیز منفرد رفقاء کا تعارف بھی امیر محترم سے کرایا گیا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی، جس میں رفقاء نے امیر محترم سے مختلف سوالات کئے، جس کے بعد نئے شامل ہونے والے رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی۔

جمعہ کا خطاب:

رفقاء کرام کے ساتھ تعارفی نشست کے بعد امیر محترم نے "پاکستان کی سلامتی اور استحکام کا واحد راستہ" کے موضوع پر جمعہ کا خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے بحرانوں کا واحد حل اسلامی نظام ہے، مسلمان قوم بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے عروج و زوال کے پیمانے دیگر اقوام سے بالکل مختلف ہیں۔ پاکستان کے اتحاد و استحکام کی واحد اساس اسلام ہے، جب کہ ہمارے تمام مسائل کی وجہ اسلام سے روگردانی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ پاکستان اور اسلام کو کبھی الگ الگ نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ اس تعلق کو منقطع کرنے سے پاکستان کی بقاء کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے۔

حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ خصوصی نشست:

جمعہ کی نماز کے بعد مسجد جامع القرآن کے لیکچر ہال میں، حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ خصوصی نشست ہوئی، جس میں تنظیم کی فکر اور حالات حاضرہ کے حوالہ سے بات چیت ہوئی۔

علماء و خواص کے ساتھ خصوصی نشست:

نماز عصر تا نماز مغرب مسجد جامع القرآن میں امیر محترم کی علمائے کرام اور شہر کے ممتاز لوگوں کے ساتھ خصوصی ملاقات ہوئی، جس میں تنظیم کی دعوت اور فکر سے متعلق بات چیت ہوئی۔

سابق نقیب عبدالقادر مرحوم کے لواحقین سے تعزیت:

بعد نماز مغرب امیر محترم، سابق نقیب سٹی حیدر آباد عبدالقادر مرحوم کے لواحقین سے، تعزیت کرنے اُن کی رہائش گاہ واقع ڈیفنس حیدر آباد تشریف لے گئے۔ عشاء کے وقت واپسی ہوئی۔

امیر محترم کی مرکز مقامی تنظیم لطیف آباد پر رفقاء و احباب کے ساتھ ایک خصوصی ملاقات طے تھی، لیکن شہر میں امن و امان کی خراب صورتحال اور شٹر ڈاون ہڑتال کی وجہ سے یہ پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔ اگلے دن صبح امیر محترم لاہور روانہ ہوگئے۔ (مرتب: شفیع محمد لاکھو)

حیدر آباد: مبتدی اور اُمراء و نقباء تربیتی کورسز کا انعقاد

2 جون تا 8 جون مرکز تنظیم اسلامی کے تحت اور حلقہ حیدر آباد کے زیرِ انتظام، مسجد جامع القرآن، گلشن سحر، قاسم آباد میں مبتدی تربیتی کورس منعقد ہوا، جس میں حلقہ حیدر آباد کی تینوں مقامی تناظیم قاسم آباد، لطیف آباد، سٹی حیدر آباد؛ منفرد اسرجات نواب شاہ، کوٹڑی کے رفقاء کے علاوہ منفرد رفقاء نے شرکت کی۔ مرکزی خصوصی مشیر برائے تربیتی امور محترم رحمت اللہ بٹر مرکزی ناظم تعلیم حافظ نوید احمد، مرکزی مدرس سجاد انور، نائب ناظم اعلیٰ زون جنوبی پاکستان اظہر ریاض، امیر حلقہ کراچی شمالی شجاع الدین شیخ، عمیر انور، اور ڈاکٹر الیاس صاحب نے مختلف موضوعات پر لیکچرز دیئے۔

7 جون بعد نماز عصر سے حلقہ حیدر آباد کے زیر انتظام مسجد جامع القرآن، گلشن سحر، قاسم آباد کے لیکچر ہال میں اُمراء و نقباء تربیتی کورس کا آغاز ہوا، جو 9 جون، بروز اتوار کو بوقت نماز ظہر اختتام پذیر ہوا۔ سجاد سرور، ڈاکٹر عبدالسمیع، حافظ نوید احمد، اور ناظم اعلیٰ محترم اظہر بختیار خلجی صاحب نے امراء و نقباء کی تربیت کے حوالہ سے لیکچرز دیئے۔

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے تحت فیملی تربیتی اجتماع بعنوان دورۂ ترجمہ قرآن

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے تحت 9 جون بروز اتوار فیملی تربیتی اجتماع کا انعقاد قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں کیا گیا۔ اجتماع کے آغاز میں حلقہ کے ناظم تربیت اویس پاشا قرنی نے شرکاء کے سامنے اجتماع کی ترتیب رکھی۔ بعد ازاں اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا جس کی سعادت حافظ محمد ایاز الدین کو حاصل ہوئی۔ سورۃ البقرۃ کی آیات 183 تا 185 کی تلاوت کے بعد انہی آیات کی مختصر تشریح جناب سید سلیم الدین نے بیان کی۔ انہوں نے آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں روزے کی حکمت اور تقویٰ کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔ تذکیر کے بعد نظام دعوت اور دورۂ ترجمہ قرآن کے موضوع پر ایک خصوصی پینل ڈسکشن کا اہتمام کیا گیا۔ اس پینل کی سربراہی عبدالقادر ناظم دعوت حلقہ نے کی، جب کہ شرکاء میں آصف حبیب پراچہ، حافظ اسامہ علی اور ڈاکٹر فیض پاشا شامل تھے۔ سربراہِ پینل دورۂ ترجمہ قرآن سے متعلق دعوتی سرگرمیوں کے بارے میں مختلف سوالات پینل کے سامنے رکھتے

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ رمضان المبارک (جولائی۔ اگست)

جلد شائع ہو رہا ہے!

اہم مضامین

☆ حلال، حرام اور اصلاحِ قلب	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ قرآن سے استفادہ کے لیے ہدایات	انجینئر نوید احمد
☆ تعارفِ قرآن بزبانِ قرآن	راجا رشید محمود
☆ قرآن کا عجیب ہونا	محمد اقبال واحد
☆ اللہ کا مہینہ	عتیق الرحمٰن صدیقی
☆ روزہ اور قربِ الٰہی	راحیل گوہر
☆ انسانی زندگی کا فکری و شعوری ارتقاء	عبدالعظیم جانباز
☆ پہاڑوں کے برابر نیکیاں	محمد یونس جنجوعہ
☆ حجِ بیت اللہ: شرائط، اقسام اور ادائیگی کا طریقہ	حافظ محمد زاہد
☆ علامہ سید سلیمان ندویؒ کا مسلک	ڈاکٹر غلام محمد

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا "بیانُ القرآن"
سلسلہ وار ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 164 ☆ قیمت: 50 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-042-35869501، email:maktaba@tanzeem.org

جاتے جس کا جواب پینل میں موجود رفقاء بیان دیتے۔ اس طرح شرکاء اجتماع کے سامنے بڑے دلچسپ ومفید انداز میں تنظیم اسلامی کا نظام دعوت اور دورۂ ترجمہ قرآن کی محافل میں دعوتی امور کی انجام دہی کے طریقے بیان کیے گئے۔ پینل ڈسکشن کے دوران خواتین کے لئے علیحدہ پروگرام کا اہتمام حلقہ خواتین کے زیر انتظام جاری رہا۔ رفقاء کو باہمی ملاقات کے لئے 30 منٹ کا وقفہ دیا گیا۔ اس دوران تواضع کا بھی اہتمام ہوا۔ وقفے کے بعد وسطی تنظیم کے نوجوان رفیق عمران چھاپڑا نے مناجات کے عنوان سے جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی نظم پیش کی۔ مناجات کے بعد روزہ وزکوٰۃ، فضائل ومسائل کے موضوع پر اویس پاشا قرنی نے گفتگو کی۔ موصوف نے روزے اور زکوٰۃ کی اہمیت اور فضیلت اور ان فرائض سے پہلوتہی کی صورت میں قرآن وحدیث میں وارد وعیدیں رفقاء کے سامنے بیان کیں، اور خالص فقہی انداز میں روزے اور زکوٰۃ سے متعلق مسائل کو سمجھنے کے بنیادی اصولوں پر روشنی ڈالی اور مزید مسائل سیکھنے کے لئے مرکز تنظیم اسلامی کی جانب سے متعین کردہ کتابوں کے حوالے پیش کیے۔ ساتھ ہی رفقاء کو ترغیب وتشویق دلائی کہ وہ ان فرائض سے متعلق مسائل کا علم حاصل کریں۔ بعد ازاں امیر حلقہ کراچی شمالی محترم شجاع الدین شیخ نے رفقاء کی توجہ دورۂ ترجمہ قرآن کی محافل اور رمضان المبارک سے متعلق چند امور کی جانب دلائی اور انہیں دعوتی وتنظیمی سرگرمیوں میں نظم کی پابندی کے ساتھ ساتھ انفرادی عبادات اور قرآن مجید کے ساتھ تعلق کو مزید مضبوط بنانے کی تاکید کی۔ ساڑھے 12 بجے دعا پر اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ اجتماع کے دوران 10 سے 16 سال تک کے بچوں اور بچیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا گیا، جہاں ان کی دلچسپی سے متعلق تربیتی ومعلوماتی پروگرامات ترتیب دیئے گئے تھے۔ ان نشستوں میں 50 کے قریب بچوں اور بچیوں نے شرکت کی جنہیں پروگرام کے اختتام پر تحائف سے بھی نوازا گیا۔ اجتماع میں 300 رفقاء اور 250 رفیقات نے شرکت کی۔ (رپورٹ: وقاص قائم)

"(اے علیؓ) اللہ کی قسم! اگر اللہ تیرے ذریعے سے ایک آدمی کو بھی راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے تو یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تجھے سرخ اونٹ ملیں۔" (الحدیث)

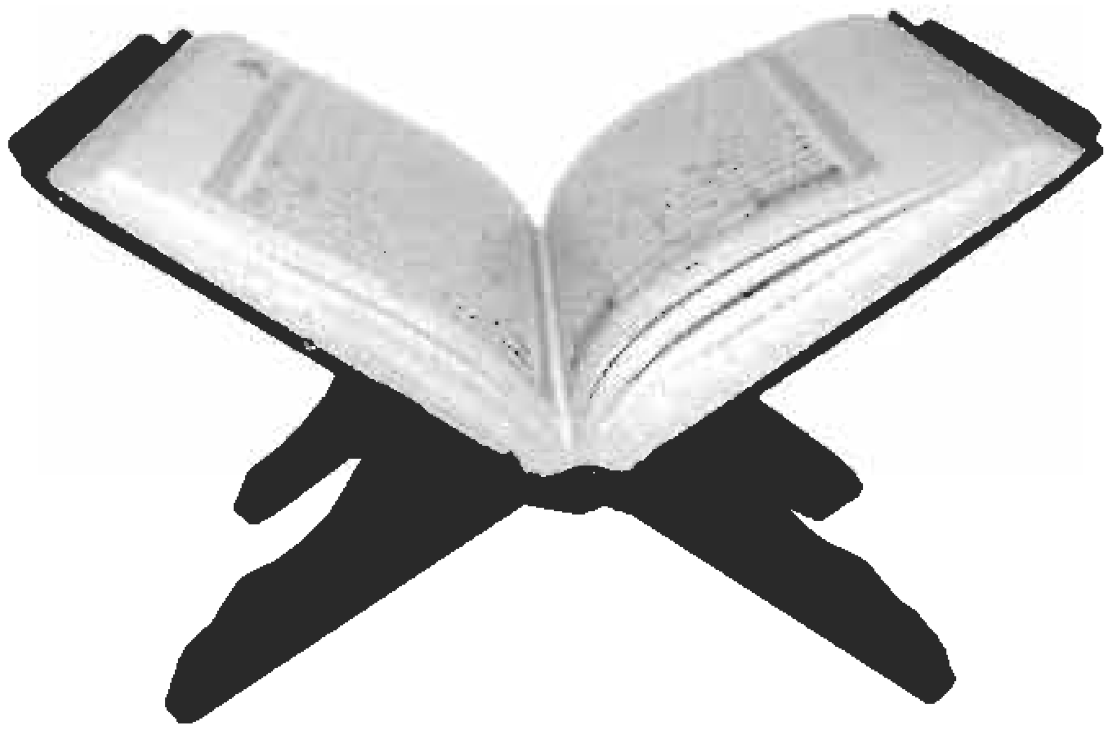

رمضان المبارک کے موقع پر
مکتبہ خدام القرآن لاہور کی
خصوصی پیشکش

رمضان گفٹ

جو مشتمل ہے:

- قرآن حکیم اور ہم
- بیانُ القرآن

قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تفسیر

(2 MP3 CDs)

پر

از: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

دین حق کا پیغام عام کرنے کے لیے
اپنے اعزہ واقارب اور دوست احباب
کو تحفہ دیجیے

صرف 100 روپے میں

صرف 200 روپے میں

اسٹاک محدود ہے

ڈاک خرچ -/50 روپے۔

ڈاک سے منگوانے والے حضرات اصل قیمت کے ساتھ ڈاک خرچ بھی بذریعہ منی آرڈر/ بنک ڈرافٹ درج ذیل ایڈریس پر ارسال فرمائیں

پیشکش

مکتبہ خدّام القرآن لاہور قرآن اکیڈمی K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 3-042-35869501 email: maktaba@tanzeem.org web: www.tanzeem.org

Khalid Baig

RAMADAN AND ITS HIJACKERS

The greatest jewel on the crown of the Islamic year is the blessed month of Ramadan, the month described by the Messenger ﷺ himself as the month of his community. Ramadan is a month of tremendous blessings. Today it is also a time of great challenges. The challenges come from a head-on collision between Ramadan and the materialism, consumerism, and hedonism that have unfortunately engulfed Muslim societies. Approached correctly and observed diligently, the former could help us overcome the latter. In our present state of decay, the opposite seems to be happening in many cases.

Ramadan's month long intensive training program begins to teach self-discipline by rearranging our daily life. It changes the time we go to bed, the time we get up, the times we eat. We learn to do without the permissible joys of this life for the long prescribed hours of the day. After a day of fasting, we break the fast only to rush to the *maghrib salat*, which cannot be delayed beyond a few minutes. An hour or two later we are ready for the special nightly prayer, a unique prayer which can only be performed during Ramadan and which both highlights and cements our special relationship with the Quran. We stand and listen to the entire Quran being recited from heart in the *taraweeh* prayer. This is in addition to our own reading of the Quran that aims at finishing at least one cycle of the complete reading during the month on our own. With all the extra acts of worship, there is hardly any time left for anything beyond the essential during the day and night. This is special time, when the rewards for voluntary acts of worship equal the rewards of mandatory acts and the rewards for the latter are multiplied up to 700 times. With the scales of rewards so extraordinarily high during this month, it would be folly to waste our time on things that can be done during ordinary time --- throughout the rest of the year. The opportunity cost is just unbelievably high to do otherwise.

Yet that is precisely what we manage to do in so many cases.

Consider *iftar*, the breaking of the fast at the end of the day. A Jewish acquaintance once told me about his fast of Yum Kippur. Unlike the Islamic fasts, all Jewish fasts are a one day affair but the day is longer. It starts twenty minutes before sundown on the previous night. At the end of the fast, he said, "I went to a restaurant and ate like a pig." With the *maghrib salat* and the *taraweeh*, the Ramadan fast does not permit that. Neither does the spirit of Ramadan permit indulgence. Yet today one can see fancy restaurants in the Muslim world offering high priced iftar dinner specials that invite you to do just that. An ad from a five star hotel in Karachi sums up the spirit of this venture: "This exquisite setting at our extravagant Marquee is the perfect venue for a genuinely fascinating and lavish buffet iftar dinner, featuring restaurant specialties and culinary delights created especially for the Holy month." One could substitute Dubai or Jeddah or Kuala Lumpur or any other Muslim city for Karachi; the message will remain the same. Instead of turning your attention to Allah, turn it to the exquisite setting and culinary delights. Indulge. Turn the breaking of the fast into a status symbol. Exquisite (i.e. esoteric), extravagant, lavish. This is how the agents of rampant consumerism counter Ramadan's message of simplicity, sacrifice, and self discipline. All while advertising their special regard for the holy month.

To be sure, the fraction of Muslims going to these fancy restaurants is small, although it is increasing. But their influence on the society

goes beyond these numbers. For they set the norms and expectations for the larger society. Lavish iftar parties for which people drive long distances and miss their prayers are an indication of these influences.

In the US, the Muslim population has not reached the levels where such iftar extravaganza would be offered by the Hiltons and Marriotts here. But the underlying malaise is there, although it has different manifestations. Here, of necessity, mosques and Islamic centers also work as community centers so the problems that one sees in the bazaars and other institutions outside the mosque in Muslim countries are witnessed in the mosque here. At the larger Islamic centers, bazaars, games and gossip sessions go on during Ramadan nights --- festive social gatherings and other activities that work not to reinforce but counter the purpose and spirit of Ramadan.

Consider *taraweeh*, the special long nightly prayer that is a hallmark of Ramadan. Throughout the Muslim world Muslims stand up in these prayers to listen to the recitation of the Quran, leading to *khatam* or completion of a complete cycle of reading during the month. Everyone, young and old alike, cherishes the opportunity to take part in this very special act of worship. There is a small difference between juristic schools regarding the details of taraweeh. A majority offers twenty rakats to finish the day's portion of Quranic reading. A smaller group finishes the task in eight rakats. But both groups perform the *khatam*.

The most solemn and demanding act of worship for Ramadan is the I'tikaaf, when a person secludes himself from the world around in a corner of the mosque to devote himself totally to remembering Allah and strengthening his personal relationship with Him. The act could provide spiritual rebirth and carries tremendous rewards. Yet today one can see laptops, cell phones, iPads, and other modern widgets routinely forming a part of the equipment of itikaf. It is an open question how can anyone realize the goals of itikaf with activities like watching videos, Internet surfing, texting, and chatting.

While telling us about the great blessings of Ramadan, the Messenger ? also warned about the possibility that it could cement our loss and wretchedness if we are not serious about taking advantage from its blessings. In one famous hadith he said that there are those who get nothing from their fasts but hunger and thirst and nothing from their qiyam-ul-lail but sleep deprivation. In another hadith he said ameen as angel Jibrael cursed the person who finds Ramadan in a state of health and yet does not use it to win freedom from the Fire through acts of devotion and worship. There can be no sterner warnings than these. We have been forewarned to be forearmed. If we pay attention to them and become serious about Ramadan, then it would be a month of tremendous blessings.

This requires fasting with our whole body and soul. Our eyes, ears, tongues, and hearts should be totally committed to the fast by not seeing, hearing, or speaking haram things or thinking haram ideas. Honesty, truthfulness and Allah consciousness or taqwa should be our guiding values. We should avoid all frivolities, including the ones that are committed in the name of religion. Only then we will realize the sweetness in the acts of worship like prayers and recitation and utter foolishness of exchanging them for entertainment. **This will turn Ramadan into a month of spiritual renewal that would recharge our batteries of *iman* and *taqwa* and prepare us to face the world and its temptations with moral uprightness for another year.**

Otherwise the blessings would have been hijacked from us!

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام